جہنّم کی رقّاصہ
ابن صفی
بی۔اے

جہنّم کی رقّاصہ

ابنِ صفی

عمران سیریز ۵

۱۹۶۰

پیش رس

دلکش سیریز کا اٹھارہواں شمارہ ''جہنّم کی رقاصہ'' حاضر ہے۔ یہ عمران سیریز کا پانچواں ناول ہے جو دِلکش سیریز میں پڑھنے والوں کے اصرار پر دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔

اس ناول کا پہلا ایڈیشن محدود تعداد میں شائع ہوا تھا۔ اس لیے پڑھنے والوں کا حلقہ وسیع ہونے پر اِس کہانی کی طلب ''مکرر'' قدرتی بات ٹھہری۔۔۔!

یہ کہانی غیر ملکی ایجنٹوں کی عافیت سوز اور سماج دُشمن سرگرمیوں کے گرد گھومتی ہے۔۔۔ عمران اُن پر بھوکے بھیڑیے کی طرح جھپٹتا ہے۔۔۔ یہ کہانی

قہقہوں سے بھی لبریز ہے۔۔۔ اور ایک محبِ وطن کے کارناموں سے بھی بھرپور ہے۔

اِس سے پہلے انوار صدیقی صاحب کا ناول "مجرم کون؟" پیش کیا گیا تھا، جسے کافی پسند کیا گیا ہے۔۔۔ پڑھنے والوں نے اِس نووارد مصنّف کو مصنّف کی حد تک سراہا ہے۔۔۔ ہمیں توقع ہے کہ انور صدیقی صاحب بہت جلد اپنے لیے صنفِ ادب میں کوئی مقبول جگہ بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے!

آئندہ۔۔۔ انور صدیقی صاحب کا تیسرا ناول سُرخ ڈائری ملاحظہ فرمایئے۔۔۔ جو تحیّر اور تجسّس سے لبریز ہو گا۔۔۔ اس کتاب کے سرورق کے سلسلہ میں ہم ایک نیا تجربہ کر رہے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ وہ آپ کے لیے پسندیدہ ہو گا!

بہرحال یہ سب کچھ آپ ہی کے مشوروں کی بنا پر کیا جا رہا ہے۔۔۔ براہ کرم آئندہ بھی اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہیئے۔۔۔!

ادارہ (۲۲ جنوری ۱۹۶۰ء)

۱

پھر وہی ہوا جس کی پیشن گوئی عمران پہلے ہی کر چکا تھا!۔۔۔ جیسے ہی وہ "بھیانک آدمی" والا کیس ختم کر کے شاداب نگر سے واپس آیا اس کے باپ کے دفتر میں اس کی "طلبی" ہو گئی۔۔۔!

اس کے باپ صاحب انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر تھے اور ان کی مرضی کے خلاف ہوم سیکریٹری نے براہ راست عمران کا تقرّر کر دیا تھا۔ ورنہ وہ تو اُسے نکمّا اور احمق سمجھتے تھے!

عمران اپنی تمام تر حماقتوں سمیت اُن کے سامنے پیش ہوا۔

پہلے وہ اسے خونخوار نظروں سے گھورتے رہے! پھر جھلّائے ہوئے لہجے میں بولے "بیٹھ جاؤ۔"

ان کی میز کے سامنے تین خالی کرسیاں تھیں۔ عمران کچھ اس طرح بوکھلا کر اِدھر اُدھر ناچنے لگا جیسے اس کی سمجھ میں ہی نہ آیا ہو کہ اسے کس کرسی پر بیٹھنا چاہیے۔

"بیٹھو!" صاحب میز پر گھونسہ مار کر گرجے۔۔۔ اور عمران ایک کرسی میں ڈھیر ہو کر ہانپنے لگا۔

"تم پاگل گدھے ہو۔۔۔؟"

"جی ہاں۔۔۔!"

"شٹ اپ!"

عمران نے کسی سعادت مند بچّے کی طرح سر جھکا لیا۔

”تم نے شاداب نگر کے اسمگلر کو پکڑنے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا تھا؟“

”وہ۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ۔۔۔ میں نے ایک جاسوسی ناول میں پڑھا تھا۔۔۔!“

”جاسوسی ناول۔۔۔؟“ صاحب غرّائے۔

”جی ہاں۔۔۔ بھلا سا نام تھا۔۔۔ چہرے کی ہوری۔۔۔ اول لا حول۔۔۔ ہیرے کی چوری!“

”دیکھو! میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا۔ تم محکمے کو بد نام کر رہے ہو! شاداب نگر آفس سے تمہارے لیے کوئی اچھی رپورٹ نہیں آئی! یہ سرکاری محکمہ ہے! کوئی ایسی تھیٹریکل کمپنی نہیں جس میں جاسوسی ناول اسٹیج کیے جائیں اور وہ عورت کون ہے جو تمہارے ساتھ آئی ہے۔۔۔!“

”وہ۔۔۔وہ روشی ہے۔۔۔جی ہاں!“

”اسے کیوں لائے ہو!“

”وہ میرے سیکشن کے لیے ٹائپسٹ کی ضرورت تھی نا!“

”ٹائپسٹ کی ضرورت تھی!“ صاحب نے دانت پیس کر دہرایا۔

”جی ہاں۔۔۔!“

رحمان صاحب نے ایک سادہ کاغذ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”لکھو۔“ عمران لکھنے لگا۔ میرے سیکشن کے لیے ایک ٹائپسٹ کی ضرورت تھی۔

”کیا لکھ رہے ہو؟“

عمران نے جتنا لکھا تھا سنا دیا۔

”میں نے استعفیٰ لکھنے کا کہا تھا!“ رحمان صاحب میز پر گھونسہ مار کر بولے!

عمران نے دوسرا کاغذ اُٹھایا اور اپنے چہرے پر کسی قسم کے آثار ظاہر کیے بغیر استعفیٰ لکھ دیا۔

"مجھے خود شرم آتی تھی!" عمران نے استعفیٰ رحمان صاحب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اتنے بڑے آدمی کا لڑکا اور نوکری کرتا پھرے لاحول و لاقوۃ۔۔۔!"

"ہوں۔۔۔ لیکن اب تمہارے لیے کوٹھی میں کوئی جگہ نہیں!" رحمان صاحب نے کہا!

"میں گیراج میں سوجایا کروں گا۔۔۔ آپ اس کی فکر نہ کریں!"

"نہیں اب تم پھاٹک میں بھی قدم نہیں رکھو گے!"

"پھاٹک!" عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑانے لگا۔ "چار دیواری۔۔۔ تو کافی اونچی ہے۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "نہیں جناب! پھاٹک میں قدم رکھے بغیر تو کوٹھی میں داخل ہونا مشکل ہے!"

"گیٹ آؤٹ۔۔۔!"

عمران سر جھکائے ہوئے اُٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

۲

تین گھنٹے کے اندر ہی اندر پورے محکمے کو معلوم ہو گیا کہ عمران نے استعفیٰ دے دیا ہے۔۔۔ اس خبر پر سب سے زیادہ خوشی کیپٹن فیاض کو ہوئی۔۔۔! وہ عمران کا دوست ضرور تھا لیکن اُسی حد تک جہاں خود اُس کے مفاد کو ٹھیس نہیں لگتی ہو۔۔۔ عمران کے باقاعدہ ملازمت میں آجانے کے بعد سے اس کا وقار خطرے میں پڑ گیا تھا۔

ملازمت میں آجانے سے قبل عمران نے بعض کیسوں کے سلسلے میں اُس کی جو مدد کی تھی اس کی بناء پر اُس کی ساکھ بن گئی تھی! لیکن اس کے ملازمت

میں آتے ہی عملی طور پر فیاض کی حیثیت صفر کے برابر بھی نہیں رہ گئی تھی۔

"عمران ڈئیر!" فیاض اس سے کہہ رہا تھا! "مجھے افسوس ہے کہ تمہارا ساتھ چھوٹ رہا ہے۔"

"کسی دُشمن نے اُڑائی ہو گی!" عمران نے لا پرواہی سے کہا۔۔۔ پھر فیاض کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "نہیں دوست! میں قبر میں بھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا! فی الحال اپنے بنگلے کے دو کمرے میرے لیے خالی کرا دو۔"

"کیا مطلب!"

"والد کہتے ہیں کہ میں اب اُن کی کوٹھی میں قدم بھی نہیں رکھ سکتا! حالانکہ مجھے یقین ہے کہ میں رکھ سکتا ہوں!"

"اوہ۔۔۔ اب میں سمجھا!۔۔۔ غالباً اس کی وجہ وہ عورت ہے!" فیاض ہنسنے لگا!

"ہائیں وہ عورت!" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "تم میرے باپ کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔ شٹ اپ یو فول!"

”میرا مطلب یہ تھا۔۔۔!“

”نہیں! بالکل شٹ اپ! اباجی سُن پائیں تو تم سے بھی استعفیٰ لکھوالیں! خبر دار ہوشیار تم میری بات کا جواب دو! کمرے خالی کر رہے ہو۔۔۔ یا نہیں!“

”یار بات دراصل یہ ہے کہ میری بیوی۔۔۔ کیا وہ عورت بھی تمہارے ساتھ ہی رہے گی؟“

”اس کا نام روشی ہے!“

”خیر کچھ ہو! ہاں تو میری بیوی کچھ اور سمجھے گی!“

”کیا سمجھے گی!“

”یہی کہ وہ تمہاری داشتہ ہے!“

”ہائیں لاحول ولا قوّۃ۔۔۔ میں تمہاری بیوی کی بہت عزّت کرتا ہوں!“

”میں اُس عورت کے بارے میں کہہ رہا تھا!“ فیاض جھینپا بھی اور جھلّا بھی گیا!

”اوہ تو ایسے بولو نا! میں سمجھا شاید تمہاری بیوی مجھے اپنا داشتہ سمجھے گی! یعنی کہ

میرا مطلب یہ ہے۔۔۔ میں شاید ابھی کچھ غلط بول گیا ہوں۔۔۔ اچھا خیر۔۔۔ اگر تم بنگلے میں جگہ نہیں دینا چاہتے تو وہ فلیٹ ہی مجھے دے دو جسے تم پگڑی پر اُٹھانے والے ہو۔"

"کیسا فلیٹ؟" فیاض چونک کر اُسے گھورنے لگا!

"چھوڑو یار! اب کیا مجھے یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تم نے چار پانچ فلیٹوں پر ناجائز طور پر قبضہ کر رکھا ہے۔۔۔!"

"ذرا آہستہ بولو! گدھے کہیں کے!" فیاض چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"فارمن ہاؤس والے فلیٹ کی کنجی میرے حوالے کرو! سمجھے!"

"خدا تمہیں غارت کرے!" فیاض اسے گھونسہ دِکھاتا ہوا دانت پیس کر بولا۔

۳

تین چار دِن بعد شہر کے ایک سب سے زیادہ تعداد میں شائع ہونے والے اخبار میں لوگوں کی نظروں سے ایک عجیب و غریب اشتہار گزرا۔ جس کی سُرخی یہ تھی۔۔۔!طلاق حاصل کرنے کے لیے ہم سے رجوع کیجئے۔

اشتہار کا مضمون تھا۔

"اگر آپ اپنے شوہر سے تنگ آگئی ہیں تو طلاق کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔۔۔ لیکن عدالت سے طلاق حاصل کرنے کے لیے شوہر کے خلاف ٹھوس قسم کے ثبوت پیش کرنے پڑتے ہیں! ہم مناسب معاوضے پر آپ کے

لیے ایسے ثبوت مہیّا کر سکتے ہیں جو طلاق کے لیے کافی ہوں! صرف ایک بار ہم سے رجوع کر کے ہمیشہ کے لیے سچّی خوشی حاصل کیجئے! ہمارے ادارے کی مخصوص کارکن ایک اینگلو برمیز خاتون ہیں۔

المشتہر۔۔۔! روشی اینڈ کو۔ فارمن بلڈنگ فلیٹ نمبر ۴۔۔۔!"

کیپٹن فیاض نے یہ اشتہار پڑھا اور اس کا منہ حیرت سے کھُل گیا! فارمن بلڈنگ کا چوتھا فلیٹ وہی تھا جس کی کنجی عمران اس سے لے گیا تھا۔۔۔ روشی اینڈ کو

فیاض اپنی یادداشت پر زور دینے لگا! روشی۔۔۔ یہ اسی عورت کا نام ہے جسے عمران شاداب نگر سے لایا ہے۔ فیاض اپنی ٹھوڑی کھجانے لگا۔۔۔ یہ ایک بالکل ہی نئی حرکت تھی۔۔۔ اس سے شہر میں انتشار کی لہر دوڑ گئی تھی! لیکن اُسے غیر قانونی نہیں کہا جا سکتا تھا۔۔۔! یقیناً روشی اینڈ کمپنی اس کے محکمے کے لیے ایک مُستقل سر درد بننے والی تھی!

فیاض نے ہاتھ پیر پھیلا کر ایک طویل انگڑائی لی اور سگریٹ سلگا کر دوبارہ

اشتہار پڑھنے لگا۔

اس نے روشی کے متعلّق صرف سُنا تھا۔۔۔ اسے دیکھا نہیں تھا!

وہ تھوڑی دیر بیٹھا سگریٹ پیتا رہا۔۔۔ پھر اُٹھ کر آفس سے باہر آیا، موٹر سائیکل سنبھالی اور فارمن بلڈنگ کی طرف روانہ ہو گیا۔

فارمن بلڈنگ ایک تین منزلہ عمارت کے سامنے رُک گیا جس پر "روشی اینڈ کو" کا بورڈ لگا ہوا تھا۔۔۔ فیاض نے بورڈ کی پوری تحریر پڑھی۔

"روشی اینڈ کو۔۔۔ فارورڈنگ اینڈ کلئیرنگ ایجنٹس۔"

فیاض نے بُرا سا مُنہ بنا کر اپنے شانوں کو جنبش دی اور چِق ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں روشی اور عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ فیاض کو دیکھ کر عمران نے کرسی کی طرف اشارہ کیا! وہ روشی کو کچھ لکھوا رہا تھا۔۔۔! "میں ڈاکٹر واٹسن۔۔۔" اس نے ڈکٹیشن جاری رکھا اور روشی کی پینسل بڑی تیزی

سے کاغذ پر چلتی رہی!

"آدمی کو زندگی میں بعض ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں جو زندگی کے آخری لمحات میں بھی ضرور یاد آتے ہیں! میں ڈاکٹر واٹسن۔۔۔ مرتے وقت۔۔۔ ایک بار یہ ضرور سوچوں گا۔۔۔ سوچوں۔۔۔ سوچوں۔۔۔ سوچوں!"

عمران "سوچوں۔۔۔ سوچوں" کی گردان کرتا ہوا کچھ سوچنے لگا۔۔۔! روشی کی پنسل رُک گئی۔۔۔ وہ پنسل رکھ کر فیاض کی طرف مُڑی!

"فرمایئے؟" اس نے فیاض سے کہا۔

"فرمائیں گے؟" عمران نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "ذرا دیکھنا رجسٹر میں ہماری کسی مؤکلہ کا نام مسز فیاض تو نہیں ہے؟"

"مؤکلہ؟" روشی نے حیرت کا اظہار کیا۔

"اوہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ اچھا۔۔۔ ڈکٹیشن!" عمران نے پھر اسے لکھنے کا اشارہ کیا۔

”پلیز۔۔۔!“فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا!”ڈکٹیشن پھر ہوتا رہے گا!“

”کیا بات ہے سوپر فیاض؟“ عمران نے حیرت سے کہا۔ ”کیا تم اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتے ہو؟“

”تمہاری فرم کے اشتہار میں میرا محکمہ کافی دلچسپی لے رہا ہے!“

”ویری گڈ!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”تب تو میں اِسی سال انکم ٹیکس ادا کرنے کے قابل ہو جاؤں گا!“

”بکواس مت کرو!“

”سوپر فیاض! میں تمہارا مشکور ہوں گا اگر تم اپنے محکمے کے شادی شدہ افراد کی فہرست مجھے عنایت کر دو! مگر۔۔۔ ہپ۔۔۔ ڈیڈی کا نام اس میں نہ ہونا چاہیے۔“

”آخر اس حرکت کا مطلب کیا ہے!“

”کیسی حرکت؟“

”یہی اشتہار!“

”اشتہار۔۔۔ہاں اشتہار کیا۔۔۔؟“

”یہ کیا لغویت ہے۔۔۔اور تم نے یہاں فارورڈنگ اور کلئیرنگ کا بورڈ لگا رکھا ہے؟“

”یہ شادی اور طلاق کا انگریزی ترجمہ ہے!“

”لیکن تم یہ گندا بزنس نہیں کر سکتے!“

”روشی۔۔۔تم دوسرے کمرے میں جاؤ!“ عمران نے روشی سے کہا۔

روشی وہاں سے اُٹھ گئی۔

”عورت تو زوردار ہے!“ فیاض اپنی ایک آنکھ دبا کر بولا۔

”یہی جملہ تمہاری بیوی تمہارے خلاف عدالت میں ثبوت کے طور پر پیش کر کے طلاق حاصل کر سکتی ہے!“

”بکواس مت کرو!تم بڑی مصیبتوں میں پھنس جاؤ گے!“ فیاض نے کہا۔

”کیوں مائی ڈیئر؟۔۔۔سوپر فیاض!“

”بس یونہی!اسے کوئی بھی پسند نہیں کرے گا!“

”حرکت غیر قانونی تو نہیں۔۔۔!“

”غیر قانونی۔۔۔!“ فیاض کچھ سوچنے لگا! پھر جھلّا کر بولا۔ ”دیکھو عمران تم محکمے کے لیے سر درد بننے والے ہو!“

”باس۔۔۔اتنی سی بات!“

عمران کچھ اور کہنے والا تھا کہ ادھیڑ عمر کی وجیہہ عورت کمرے میں داخل ہوئی! اس نے دروازہ پر ہی رُک کر کمرے کا جائزہ لیا۔۔۔ اور پھر کسی ہچکچاہٹ کے بغیر بولی!

”میں آپ کا اشتہار دیکھ کر آئی ہوں!“

”اوہ۔۔۔ اچھا۔۔۔ مس روشی! اندر تشریف رکھتی ہیں۔“ عمران نے کھڑے ہو کر دوسرے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

عورت بلاتوقّف کمرے میں چلی گئی!

فیاض جو عورت کو حیرت سے دیکھ رہا تھا، میز پر کُہنیاں ٹیک کر آگے جھکتا ہوا آہستہ سے بولا۔

”یہ تم کیا کر رہے ہو عمران!“

”بزنس مائی ڈیئر۔۔۔سوپر فیاض!“ عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

”اس عورت کو پہچانتے ہو؟“ فیاض نے پوچھا۔

”میں شہر کی ساری بوڑھی عورتوں کو پہچانتا ہوں!“

”کون ہے؟“

”ایک بوڑھی عورت۔“ عمران نے بڑی خوداعتمادی کے ساتھ جواب دیا۔

”بکومت۔یہ لیڈی تنویر ہے!“

”تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟“

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ ”آخر یہاں کیوں آئی ہے!“

”نو سر!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”ہر گز نہیں فیاض صاحب! آپ کو ایسی بات سوچنے کا کوئی حق نہیں۔۔۔! یہ میرا اور میرے مؤکلوں کا معاملہ ہے!“

”سر تنویر کی شخصیت سے شاید تم واقف نہیں ہو! اگر مصیبت میں پھنسے تو رحمان صاحب بھی تمہیں نہ بچا سکیں گے!“

”میں اپنے آفس میں صرف بزنس کی باتیں کرتا ہوں!“ عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ ”اگر تم میرے مؤکل بننا چاہتے ہو تو شوق سے یہاں بیٹھو ورنہ۔۔۔ بائے! کیا سمجھے؟ ابھی میں نے کوئی چپڑاسی نہیں رکھا ہے اس لیے مجھے خود تکلیف کرنی پڑے گی!“

فیاض اسے غضّیلی آنکھوں سے گھورنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔

”سنو! یہ رہائشی فلیٹ ہے اور رہائش ہی کے لیے اس کا الاٹمنٹ ہوا تھا! تم اس میں کسی قسم کا دفتر نہیں قائم کر سکتے۔۔۔ سمجھے!“

”یار کیوں خواہ مخواہ گرم ہوتے ہو! جب بیوی کو طلاق دینا ہو تو سیدھے یہیں چلے آنا۔ تم سے کوئی فیس نہیں لی جائے گی!“

”اچھا میں تمہیں دیکھوں گا! یاد رکھو۔ اگر ایک ہفتے کے اندر اندر تم نے یہاں سے دفتر کا بورڈ نہ ہٹوایا تو خود بھگتو گے!“

”بھگت لوں گا! اب تم جاؤ۔۔۔ یہ بزنس کا وقت ہے اور میری پارٹنر تم سے کبھی بے تکلّف نہیں ہو گی اس لیے روزانہ اِدھر کے چکّر کاٹنا اگر ڈاکٹر نسخہ میں نہ لکھے تو بہتر ہے!“

عمران نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی اور پھر گڑبڑا کر بولا۔ ”لا حول ولا قوّۃ! چپڑاسی تو ابھی رکھا ہی نہیں ہے۔ پھر میں گھنٹی کیوں بجا رہا ہوں! یار فیاض ذرا لپک کر دو آنے کے بھُنے ہوئے چنے تو لانا۔۔۔ لنچ کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔ اور دو پیسے کی ہری مرچیں! پودینہ مُفت مل جائے گا! بس میرا نام لے لینا۔ میں جاتا تو ایک ٹماٹر بھی پار کر لاتا۔۔۔ خیر کوشش کرنا۔۔۔!“

”تمہیں پچھتانا پڑے گا!“

"میں نے ابھی شادی تو نہیں کی!"

"اچھا!" فیاض بھنّا کر کھڑا ہو گیا! چند لمحے عمران کو گھورتا رہا پھر کمرے سے نکل گیا!

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مُسکراہٹ تھی!

تھوڑی دیر بعد روشی اور لیڈی تنویر باہر آ گئیں۔

روشی اس سے کہہ رہی تھی۔ "آپ مطمئن رہیں، آپ کو حالات سے باخبر رکھا جائے گا، اور یہاں ساری باتیں راز رہیں گی۔۔۔!"

"شکریہ!" لیڈی تنویر نے کہا اور پُروقار انداز میں چلتی ہوئی باہر چلی گئیں۔

روشی چند لمحے کھڑی مُسکراتی رہی۔ پھر اس نے سو سو کے نوٹ بلاؤز کے گریبان سے نکال کر عمران کے آگے ڈال دیے!

"ہائیں۔۔۔ ہائیں!" عمران نے اُلّوؤں کی طرح آنکھیں پھاڑ دیں!

"میں ہمیشہ پکّا سودا کرتی ہوں!" روشی اکڑ کر بولی۔

”یعنی۔۔۔!بیٹھو۔۔۔بیٹھو۔۔۔کیا پیئو گی؟“

”یہ کون تھا جو ابھی آیا تھا؟“

”فکر نہ کرو! ایسے درجنوں آتے جاتے رہیں گے۔۔۔ہاں وہ کیا چاہتی ہے؟“

”تم کیا سمجھتے ہو۔۔۔کیا وہ اپنے شوہر سے طلاق چاہتی ہو گی؟“

”میں تو یہ بھی سمجھ سکتا ہوں کہ۔۔۔خیر۔۔۔تم اپنی بات بتاؤ!“

”وہ ایک آدمی کے متعلّق معلومات فراہم کرنا چاہتی ہے۔۔۔ دو ہزار پیشگی دیے ہیں اور بقیہ تین ہزار مکمّل معلومات حاصل کر لینے کے بعد!“

"آہا۔۔۔ پانچ ہزار۔۔۔ روشی! تم نے غلطی کی! مجھ سے مشورہ لیے بغیر تمہیں روپے ہرگز نہیں لینے تھے۔ کیا تم نے اسے رسید دی ہے؟“

”نہیں کچھ نہیں! اس نے رسید طلب ہی نہیں کی!“

”تفصیل۔۔۔روشی! تفصیل!“

”میرا خیال ہے کہ معاملہ بالکل سیدھا سادہ ہے۔“ روشی بیٹھتی ہوئی بولی۔ ”وہ

اسی شہر کے ایک آدمی کی مصروفیات کے متعلّق معلوم کرنا چاہتی ہے۔۔۔ اور۔۔۔ وہ ان معلومات کو طلاق کے لیے استعمال نہیں کرے گی!"

"وہ آدمی کون ہے؟"

"تفصیل میں نے لکھ لی ہے!" اس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا!

عمران نے کاغذ لے کر تحریر پر نظریں جمادیں۔

"ہام۔" تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل انگڑائی لی۔۔۔ اور آنکھیں بند کر کے اس طرح آگے کی طرف ہاتھ بڑھایا جیسے فون کا ریسیور اٹھانے کا ارادہ ہو لیکن پھر چونک کر روشی کی طرف دیکھنے لگا۔

"فون تو لینا ہی پڑے گا! اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا!"

"فون گیا جہنّم میں۔۔۔ میں یہاں تنہا سوتی ہوں۔ مجھے خوف معلوم ہوتا ہے! تم رات کو کہاں رہتے ہو۔۔۔ پہلے اس کا جواب دو!"

”روشی! یہ مت پوچھو۔۔۔ ہم صرف پارٹنر ہیں! ہاں۔۔۔“ عمران نے سو سو کے دس نوٹ الگ کئے اور انہیں روشی کی طرف کھسکاتا ہوا بولا۔ ”اپنا حصّہ رکھو۔۔۔! ہو سکتا ہے کہ بقیہ تین ہزار ملنے کی نوبت ہی نہ آئے۔۔۔!“

”کیوں؟“

”تم نے مجھ سے مشورہ کیے بغیر کیس لے لیا! خیر۔۔۔ ابھی نئی ہو! پھر دیکھیں گے!“

”کیوں کیس میں کیا خرابی ہے!“

”وہ اس کے متعلّق معلومات کیوں فراہم کرنا چاہتی ہے؟“

”یہ اس نے نہیں بتایا!“

”کچا کام ہے پارٹنر!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”خیر میں دیکھوں گا!“

”کیا دیکھو گے؟“

”یہ ایک۔۔۔ خیر ہاں دیکھو۔۔۔ یہ عورت یہاں کی مشہور اور ذی حیثیت

شخصیتوں میں سے ہے۔۔۔!لیڈی تنویر!“

”لیڈی۔۔۔!“ روشی نے حیرت سے کہا۔

”ہاں لیڈی! تمہیں حیرت کیوں ہے؟“

”اس نے مجھے اپنا نام مسز رفعت بتایا تھا!“

”یہی میں کہہ رہا تھا کہ کچھ گھپلا ضرور ہے۔۔۔! خیر۔۔۔!وہ اپنی اصلیت بھی چھپانا چاہتی ہے اور ایک ایسے آدمی کے متعلّق معلومات حاصل کرنا چاہتی ہے جو اس کے طبقے کا نہیں ہو سکتا!

”کیوں تم نے طبقے کا اندازہ کیسے کر لیا؟“

”اس کا پتہ!“ عمران سر ہلا کر رہ گیا!

”پوری بات بتاؤ!“ روشی جھنجھلا گئی!

”وہ ایک ایسی بستی ہے، جہاں عام طور پر مزدور بستے ہیں۔۔۔ اور جو تم یہ نمبر دیکھ رہی ہو کسی عالیشان عمارت کا نمبر نہیں ہے۔ بلکہ ایک معمولی سی کوٹھری

کا نمبر ہے جس میں بمشکل تمام ایک بڑا پلنگ سما سکے گا!"

"اوہ! تب تو۔۔۔!"

"تم مجھ سے زیادہ احمق ہو روشی۔۔۔ مگر خیر! پرواہ نہ کرو۔۔۔ تم اس پیشے میں بالکل نئی ہو!"

"نہیں عمران ڈیئر۔۔۔ اگر اس میں خطرہ ہو تو۔۔۔ ہم اس کے روپے واپس کر دیں!"

"گھاس کھا گئی ہو شاید! روپے واپس کرو گی! بھوکی مرنے کا ارادہ ہے کیا!"

"بینک میں میرے پانچ ہزار روپے ہیں!" روشی بولی۔

"انہیں میرے کفن دفن کے لیے پڑا رہنے دو!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی!

"تم نے استعفیٰ کیوں دیا! واقعی تم اُلّو ہو!"

"کیا تم پھر اپنی پچھلی زندگی کی طرف واپس جانا چاہتی ہو!"

"ہرگز نہیں! یہ خیال کیسے پیدا ہوا۔" روشی اسے گھورنے لگی۔

”کچھ نہیں! اچھا میں چلا!“ عمران اُٹھتا ہوا بولا۔

”کہاں چلے!“

”اس کے لیے معلومات فراہم کروں گا اور ہاں اگر یہاں کوئی پولیس والا آ کر ہماری فرم کے متعلّق پوچھ گچھ کرے تو اُسے میرا کارڈ دے کر کہنا کہ فرم کا ڈائریکٹر یہی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ وہ چپ چاپ واپس چلا جائے گا۔“

۴

عمران شاہی باغ کے علاقے میں پہنچ کر ایک جگہ رُک گیا، وہ یہاں تک اپنی ٹو سیٹر پر آیا تھا۔۔۔ گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی کر کے وہ آگے بڑھ گیا! مزدوروں کی وہ بستی یہاں سے زیادہ دور نہیں تھی جہاں اسے پہنچنا تھا! اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا اور وہ حلیے سے کوئی ڈاکٹر معلوم ہوتا تھا! وہ کمروں کی ایک قطار کے سِرے پر رک گیا۔ جس آدمی کے متعلّق اسے معلومات فراہم کرنی تھیں وہ اسی قطار کے ایک کمرے میں رہتا تھا۔

عمران نے کھلے ہوئے کمروں کے دروازوں پر دستک دینی شروع کی لیکن

قریب قریب ہر جگہ سے اسے یہی جواب ملا کہ ٹیکے لگ چکے ہیں اس نے وہ ایک آدمیوں کے بازو بھی کھلوا کر دیکھے۔ پھر آخر کار وہ اُس کمرے کے سامنے پہنچا جس میں وہ آدمی رہتا تھا۔ دروازہ اندر سے بند تھا! عمران نے دستک دی لیکن جواب نہ ملا۔۔۔!وہ برابر دستک دیتا رہا۔۔۔!

"چلے جاؤ۔۔۔خدا کے لیے!" تھوڑی دیر بعد اندر سے آواز آئی۔ "کیوں پریشان کرتے ہو مجھے۔میں کسی سے نہیں ملنا چاہتا!"

"میں ڈاکٹر ہوں!" عمران نے کہا۔ "کیا آپ ٹیکہ نہیں لگوائیں گے؟ یہ بہت ضروری ہے؟ ہر ایک کے لیے لازمی۔۔۔!"

"میں اس کی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔۔۔ آپ جا سکتے ہیں!"

"اگر آپ کو اس شہر میں رہنا ہے تو آپ ٹیکے کے بغیر نہیں رہ سکتے! کیا آپ نہیں جانتے کہ اس موسم میں ہمیشہ طاعون پھیلنے کا خدشہ رہتا ہے!"

اندر سے پھر کوئی جواب نہیں ملا۔

باہر کئی آدمی اکٹھے ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔ ”وہ باہر نہیں آئے گا صاحب!“

”کیوں!“ عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔

”وہ کسی سے نہیں ملتا۔۔۔ بڑے بڑے لوگ کاروں پر بیٹھ کر آیا کرتے ہیں! لیکن وہ انہیں ٹکا سا جواب دے دیتا ہے!“

”یہ بات۔۔۔ اچھا۔۔۔ مجھے اس کے متعلّق ذرا تفصیل سے بتایئے! میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے ٹیکہ نہیں لگواتا۔“

عمران اس کمرے کے سامنے سے ہٹ آیا۔ وہ لوگ جو اپنے پڑوسی کے متعلّق ڈاکٹر کو کچھ بتانا چاہتے تھے بدستور اس کے ساتھ لگے رہے۔ ایک جگہ عمران رُک کر بولا۔ ”اس کا نام کیا ہے؟ وہ کرتا کیا ہے؟“

”یہ بھی نہیں بتایا جا سکتا۔۔۔ ایک ماہ قبل یہ کمرہ کرائے کے لیے خالی تھا۔ وہ آیا، یہاں مقیم ہوا۔ دو تین دِن تک تو اس کی شکل دکھائی دی، اس کے بعد

سے وہ کمرے میں بند رہنے لگا۔۔۔! کوئی نہیں جانتا کہ اس کا ذریعۂ معاش کیا ہے۔"

"آپ میں سے کسی نے کبھی اسے دیکھا بھی ہے!"

"قریب قریب سبھی نے دیکھا ہو گا! مگر انہیں ایّام میں جب اسے یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا! شروع میں وہ پڑوسیوں سے بھی ملا کرتا تھا۔ لیکن پھر اچانک اس نے خود کو اس کمرے میں مقید کر لیا!"

"بظاہر کیسا آدمی معلوم ہوتا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"بظاہر" مخاطب کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ "بظاہر وہ انتہائی شریف معلوم ہوتا ہے!"

"حیثیت۔"

"حیثیت وہی! جو اس بستی کے دوسرے آدمیوں کی ہے!"

"لیکن ابھی کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ اس سے ملنے کے لیے بہت بڑے

بڑے لوگ آتے ہیں!"

"اسی پر تو حیرت ہے! اس کی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ وہ کار رکھنے والوں سے اس حد تک مراسم رکھ سکے۔۔۔! لیکن۔۔۔!"

"لیکن کیا؟" عمران مخاطب کو گھورنے لگا!

"کچھ نہیں! یہی کہ وہ اُن لوگوں سے بھی ملنا نہیں پسند کرتا! وہ ذرا دیکھیے! وہ ایک کار اِدھر ہی آ رہی ہے۔۔۔ آپ دیکھیے گا تماشہ! وہ لوگ کتنے ملتجیانہ انداز میں اس سے باہر نکلنے کو کہتے ہیں۔"

سچ مچ سامنے سے ایک کار آ رہی تھی! حالانکہ یہ گلی ایسی نہیں تھی کہ یہاں کوئی اپنی کار لانے کی ہمّت کرتا۔ مگر وہ کار کسی نہ کسی طرح گلی میں گھُس ہی پڑی تھی۔

اسٹیئرنگ کے پیچھے ایک خوش پوش اور پُر وقار آدمی بیٹھا نظر آ رہا تھا! کار ٹھیک اُس کمرے کے سامنے رُک گئی! وہ آدمی کار سے اُتر کر دروازے پر

دستک دینے لگا! فاصلہ زیادہ ہونے کی بناء پر عمران کمرے کے اندر سے آنے والی آواز نہ سُن سکا۔ لیکن وہ دستک دینے والے کو بآسانی دیکھ سکتا تھا! اس کی آواز بھی سُن سکتا تھا! حقیقتاً اس کا انداز ملتجیانہ تھا!

عمران خاموشی سے اسے دیکھتا رہا! پھر اس نے اسے دروازے کے پاس سے ہٹتے دیکھا! وہ اپنی کار کی طرف واپس جا رہا تھا!

"میں اس کے بھی ٹیکہ لگاؤں گا!" عمران بڑبڑایا اور پاس کھڑے ہوئے لوگ منہ بند کر کے ہنسنے لگے!

عمران انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا! وہ گلیوں میں گھُستا ہوا پھر سڑک پر آ گیا۔۔۔! اور ٹھیک اُس گلی کے سِرے پر جا کھڑا ہوا جس سے اس آدمی کی کار برآمد ہونے کی توقع تھی!

جیسے ہی کار گلی سے نکلی عمران راستہ روک کر کھڑا ہو گیا!

"کیا بات ہے!" کار والے نے تحیّر زدہ لہجے میں پوچھا۔

”کیا آپ طاعون کا ٹیکہ لے چُکے ہیں!“

”نہیں۔۔۔! کیوں؟“

”تب تو میں ٹیکہ لگائے بغیر آپ کو یہاں سے نہ جانے دوں گا! اس بستی میں دو ایک کیس ہو چکے ہیں!“

”آپ کون ہیں؟“ کار والا اُسے گھورتا ہوا بولا!

”میڈیکل آفیسر آن آؤٹ ڈور ڈیوٹیز!“ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ ”ہمیں سب کو یہ ٹیکہ لگانے کا حکم ملا ہے۔ انکار کرنے والے پولیس کے حوالے بھی کئے جاسکتے ہیں!“

کار والا ہنسنے لگا! ”جانے دیجئے!“ اس نے اسٹیئرنگ کی طرف متوجّہ ہوتے ہوئے کہا!

”میں زبردستی لگاؤں گا۔ اگر آپ تعرض کریں گے تو میں آپ کی کار میں ہی بیٹھ کر کوتوالی تک چلوں گا!“

"چلو۔" اس نے لاپرواہی سے کہا پھر اپنے جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا۔ "تم میرا کارڈ لے کر بھی کوتوالی جاسکتے ہو! میں وہاں براہ راست طلب کر لیا جاؤں گا!"

عمران نے اس کا تعارفی کارڈ لے کر پڑھا۔ جس پر "سر تنویر" لکھا ہوا تھا!

"سر تنویر!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

"جناب۔۔۔ آپ میرے خلاف ایک شکایت نامہ تحریر کر کے اِس کارڈ کے ساتھ جسے چاہیں بھیج سکتے ہیں! اب اجازت دیجیئے!"

کار فرّاٹے بھرتی ہوئی آگے نکل گئی۔۔۔! عمران بائیں ہاتھ سے اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا! تو یہ سر تنویر ہے۔۔۔ اس کی بیوی نے اُسی پُراسرار آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے دو ہزار نقد دیے تھے۔۔۔ اور مزید تین ہزار کا وعدہ تھا۔۔۔ معاملہ اُلجھ گیا! عمران کافی دیر تک وہیں کھڑا خیالات میں کھویا رہا۔

۵

تھوڑی دیر بعد وہ ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ میں سر تنویر کا فون نمبر ڈائل کر رہا تھا!

"ہیلو!۔۔۔ کون ہے؟ کیا لیڈی صاحبہ تشریف رکھتی ہیں؟ اوہ۔۔۔ اچھا آپ ذرا انہیں مطلع کر دیں۔۔۔ شکریہ!"

عمران چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "ہیلو۔۔۔! لیڈی تنویر۔۔۔! دیکھئے میں روشی اینڈ کمپنی کا ایک نمائندہ ہوں۔۔۔! کیا آپ آدھے گھنٹے بعد ٹپ ٹاپ کلب میں مل سکیں گیں؟ یہ بہت ضروری ہے۔۔۔! جی ہاں۔۔۔ بہت

ضروری۔۔۔ آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ جی ہاں۔۔۔وہی معاملہ ہے ملیں گی۔۔۔ شکریہ!"

عمران ریسیور ہُک میں لگا کر بوتھ سے نکل آیا!

اب اس کی ٹو سیٹر ٹپ ٹاپ کلب کی طرف جارہی تھی! سورج غروب ہو چکا تھااور آہستہ آہستہ اندھیرا پھیلتا جارہا تھا!

نائٹ کلب میں عمران کو زیادہ دیر تک لیڈی تنویر کا انتظار نہیں کرنا پڑا۔۔۔ دونوں ایک ایسے گوشے میں جا بیٹھے جہاں وہ آسانی سے ہر قسم کی گفتگو کر سکتے تھے!

"کیا بات ہے!" لیڈی تنویر بولی۔ "میرا خیال ہے کہ میں پہلے بھی کہیں آپ کو دیکھ چکی ہوں!"

"میرے آفس میں ہی دیکھا ہو گا! میں روشی کی فرم کا جونئیر پارٹنر ہوں!"

"اوہو۔۔۔ اچھا۔۔۔ ہاں میں نے وہیں دیکھا تھا!" لیڈی تنویر نے سر ہلا کر

کہا۔ ”اہم اطلاع کیا ہے؟“

”مسٹر تنویر بھی اس آدمی میں دلچسپی لے رہے ہیں!“ عمران نے بے ساختہ کہااور لیڈی تنویر کے چہرے پر نظر جمادی۔

”نہیں!“لیڈی بُری طرح چونک پڑی!

”جی ہاں؟“

لیڈی تنویر کا چہرہ یک بیک تاریک ہو گیا! وہ بار بار اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی!

”تم کس طرح کہہ سکتے ہو؟“

”میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے اُس آدمی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھا ہے!“

”کیاوہ سر تنویر سے ملا تھا؟“

”نہیں! وہ کسی سے نہیں ملتا۔۔۔! اس کا کمرہ ہر وقت بند رہتا ہے۔ میرا خیال

ہے کہ ابھی تک ان دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی! پڑوسیوں کا کہنا ہے کہ اُس کے دروازے پر کاریں آتی ہیں۔ خوش پوش آدمی اس سے ملنا چاہتے ہیں! لیکن وہ کسی سے بھی نہیں ملتا!"

لیڈی تنویر کچھ دیر تک خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "اگر سر تنویر بھی اس میں دلچسپی لے رہے ہیں تو اسے یہاں سے چلا جانا چاہیے!"

"لیکن آپ نے میرے دفتر میں اپنا نام اور پتہ غلط کیوں لکھوایا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"اوہ۔۔۔ میں نے غلطی کی تھی۔۔۔ میری مدد کرو! میری نیّت میں فتور کوئی نہیں تھا! محض رازداری کے خیال سے میں نے ایسا کیا تھا! ورنہ تمہارے فون پر یہاں دوڑی نہ آتی! صاف کہہ دیتی کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی روشی اینڈ کمپنی سے واقف نہیں!"

"لیکن وہ ہے کون؟"

"یہ نہیں بتا سکتی۔۔۔! پہلے میں یہ چاہتی تھی کہ اس کے یہاں آنے کا مقصد معلوم کروں! مگر اب یہ چاہتی ہوں کہ وہ اس شہر ہی سے چلا جائے۔۔۔ کیا تم میری مدد کر سکو گے۔۔۔؟ بولو۔۔۔ معاوضہ دس ہزار۔۔۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہو گا کہ سر تنویر کی رسائی اس تک کیسے ہوئی!"

"دیکھئے محترمہ۔۔۔ معاملہ بڑا ٹیڑھا ہے۔"

"کیوں ٹیڑھا کیوں ہے!" لیڈی تنویر اسے گھورنے لگی۔ وہ اپنی حالت پر قابو پا چکی تھی!

"آپ اس آدمی میں دلچسپی کیوں لے رہی ہیں جب کہ وہ آپ کے طبقے کا بھی نہیں؟"

"دس ہزار کی پیش کش تمہاری شکل دیکھنے کے لیے نہیں ہے!" لیڈی تنویر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں کبھی اس غلط فہمی میں نہیں مبتلا ہوا۔" عمران مُسکرا کر بولا۔

”دس ہزار صرف اسی لیے ہیں کہ تم کسی بات کی وجہ پوچھنے کی بجائے کام کرو گے!“

”بہت خوب! اب میں سمجھ گیا! لیکن لیڈی تنویر۔۔۔ اگر وہ یہاں سے جانے پر رضامند نہ ہوا تو۔۔۔ اس صورت میں مجھے کیا کرنا ہو گا!“

”تو اب صورت بھی میں ہی بتاؤں۔۔۔ دس ہزار۔۔۔“

”ٹھہریے۔۔۔! ایک دوسری بات بھی سمجھ میں آ رہی ہے!“ عمران نے آہستہ سے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ ”اگر وہ جانے پر رضامند نہ ہو تو دوسری صورت بھی ہو سکتی ہے!“

”کیا؟“ لیڈی تنویر آگے کی طرف جھک آئی!

”اسے قتل کر دیا جائے؟“

لیڈی تنویر گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی! اُس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں تھیں! ”نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں!“ وہ ہکلائی!

”پھر سوچ لیجئے! بعض اوقات رازداری کے لیے سب کچھ کرنا پڑتا ہے!“

”کیا مطلب!“ لیڈی تنویر بے ساختہ چونک پڑی!

”سر تنویر اس میں دلچسپی لے رہے ہیں!“ عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

”صاف صاف کہو لڑکے! مجھے پریشان نہ کرو!“

”خیر ہٹایئے! یہ غیر ضروری بات ہے۔۔۔! مجھے تو صرف اتنا کرنا ہے کہ اسے یہاں سے کھسکا دوں۔۔۔! اگر نہ جائے تو۔۔۔ بولیے۔۔۔! ختم کر دیا جائے اُسے؟“

”نہیں۔۔۔ ہر گز نہیں!“

”کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی۔۔۔ اور دس میں صرف پانچ کا اضافہ۔۔۔ پندرہ ہزار میں معاملہ فٹ۔“

”کیا تم لوگ یہ بھی کرتے ہو؟“

”لوگ نہیں صرف روشی!“

”کیا وہ اینگلو برمیز لڑکی؟“

”جی ہاں! بس یہ سمجھئے جسے ایک بار دیکھ لیا وہ ہمیشہ کے لیے قتل ہو گیا۔“

”کیا بکواس ہے!“

”آہا!۔۔۔ یہی تو آپ نہیں سمجھیں! قتل سے میری مراد یہ تھی کہ روشی اسے اپنے عشق کے جال میں پھنسا کر یہاں سے ہٹا لے جائے گی!“

”خام خیالی ہے۔ اوّل تو وہ بوڑھا ہے۔ دوئم پختہ کردار کا مالک۔۔۔! یہ طریقہ قطعی فضول ثابت ہو گا۔“

”غالباً اس کی آپ ہی کی سی عمر ہو گی!“ عمران نے پوچھا اور غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا۔ لیڈی تنویر نے فوراً ہی جواب نہیں دیا۔ وہ کافی چالاک عورت تھی! اس نے لاپرواہی سے کہا۔ ”یہ قطعی غیر ضروری سوال ہے!“

”اچھا اب میں کچھ نہیں پوچھوں گا۔ صرف اتنا بتا دیجئے کہ آپ اسے کب سے جانتی ہیں؟“

”یہ بھی غیر ضروری ہے!“

”خیر مگر مجھے حیرت ہے کہ سر تنویر کی رسائی اس تک کیسے ہوئی۔۔۔ اگر وہ۔۔۔ اُسے جانتے ہیں تو پھر آپ کی تگ و دو فضول ثابت ہو گی!“

”تم مجھ سے کیا اُگلوانا چاہتے ہو؟“ لیڈی تنویر غیر متوقع طور پر مُسکرا پڑی!

”یہی کہ یہاں آنے پر اس نے آپ سے ملنے کی کوشش کی تھی یا نہیں!“

”تم غلط سمجھے ہو۔۔۔!“ لیڈی تنویر نے سنجیدگی سے کہا۔ ”یہ کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس سے مجھے بلیک میلنگ کا خطرہ ہو! اسے کسی طرح ملو اور اس بات پر آمادہ کرو کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ تم اسے بتا سکتے ہو کہ یہ لیڈی تنویر کی خواہش ہے!“

”اور اگر سر تنویر نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ یہیں رہ جائے تو!“ عمران نے پوچھا۔

”سر تنویر!“ لیڈی تنویر کے چہرے پر اُلجھن کے آثار نظر آنے لگے! ”میں

نہیں سمجھ سکتی کہ سر تنویر اُسے کس طرح جانتے ہیں اور اس میں کیوں دلچسپی لے رہے ہیں!"

"اچھا اگر سر تنویر کو معلوم ہو جائے کہ آپ بھی اس میں دلچسپی لے رہی ہیں تو ان پر اس کا کیا ردِّ عمل ہو گا؟"

لیڈی تنویر چند منٹ عمران کو غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "لڑکے تم بہت چالاک ہو! مگر اس چکّر میں نہ پڑو! ویسے اتنا ضرور کہوں گی کہ سر تنویر کی ملاقات اس سے نہ ہونے پائے تو بہتر ہے۔۔۔ بس اب جاؤ۔۔۔ اس دوران میں اگر کوئی خاص ضرورت پیش آئے تو مجھے فون کر سکتے ہو۔۔۔! مجھے یقین ہے کہ تم اس کام کو بہتر طور پر کر سکو گے!"

"صرف ایک بات اور!" عمران جلدی سے بولا!

"نہیں اب کچھ نہیں!" لیڈی تنویر اپنا پرس اٹھاتی ہوئی بڑبڑائی!

"پہلے آپ صرف اس آدمی کے متعلّق۔۔۔!"

"شٹ اپ!" لیڈی تنویر مُسکرا کر آگے بڑھ گئی۔ عمران اسے جاتے دیکھتا رہا۔۔!

٦

رات بہت تاریک تھی۔۔۔! مطلع شام ہی سے ابر آلود رہا تھا اور اب تو پورا آسمان بادلوں سے ڈھک گیا تھا! عمران لیڈی تنویر کے متعلّق سوچتا ہوا اپنی ٹو سیٹر ڈرائیو کر رہا تھا! کچھ ہی دیر قبل اس سے جو باتیں ہوئی تھیں کافی الجھاوے دار تھیں۔ وہ دس ہزار خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کام صرف اتنا تھا کہ اس گمنام آدمی کو شہر سے کہیں اور بھیج دیا جائے اور وہ آدمی لیڈی تنویر کے طبقے سے تعلّق نہیں رکھتا تھا!

اس سلسلے میں صرف ایک ہی بات سوچی جا سکتی تھی وہ یہ کہ ہو سکتا ہے کبھی

لیڈی تنویر سے اس کے ناجائز تعلقات رہے ہوں۔۔۔ اور اب اسے اس سے بلیک میلنگ کا خطرہ ہو!

مگر۔۔۔ یہ خیال بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا! کیوں کہ لیڈی تنویر زیادہ پریشان نہیں معلوم ہوتی تھی! حتّٰی کہ سر تنویر کے حوالے سے ابھی اس نے جو تھوڑی بہت بے چینی ظاہر کی تھی وہ عمران کو مصنوعی ہی معلوم ہوئی تھی! یعنی وہ خواہ مخواہ یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ سر تنویر کو اس آدمی سے واقف نہ ہونا چاہیے!

کیس دلچسپ تھا۔۔۔! عمران نے پھر ٹو سیٹر کا رُخ شاہی باغ ہی کی طرف موڑ دیا! وہ ایک بار پھر اس پُراسرار آدمی کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کرنا چاہتا تھا!

کار ایک محفوظ جگہ چھوڑ کر وہ مزدوروں کی بستی کی طرف پیدل چل پڑا۔

یہ بستی اس وقت بالکل تاریک پڑی تھی۔۔۔ گلیوں میں کہیں کہیں لیمپ کی روشنی کے دھبّے نظر آجاتے!۔۔۔ یہ روشنی بھی ان مزدوروں کے کمروں کی

تھی جنہیں شاید مِلوں میں رات کی شفٹ پر کام کرنے جانا تھا!

عمران گلیوں سے گزرتا رہا۔ لیکن کسی نے بھی اس کی طرف توجّہ نہ دی! کبھی کبھار ایک آدھ کتّا مضمحل سی آوازیں نکالتا اور پھر خاموش ہو جاتا!

وہ اسی گلی میں پہنچ گیا، جہاں اسے جانا تھا۔۔۔! پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ یکایک اسے ٹھٹھک جانا پڑا۔ کیوں کہ کسی نے کمرے کا دروازہ اندر سے کھولا تھا!

وہ ایک طرف ہٹ گیا۔۔۔ کسی نے کمرے سے نکل کر دروازہ بند کیا! اس نے اپنے داہنے ہاتھ میں کوئی وزنی سی چیز لٹکا رکھی تھی۔ پھر عمران نے اُسے گلی کے دوسرے سِرے کی طرف جاتے دیکھا! عمران بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا! لیکن وہ ایک دیوار سے لپٹا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ متعاقب چاروں طرف دیکھتا ہوا بہت احتیاط سے قدم بڑھا رہا ہے!

سڑک پر پہنچ کر اس آدمی نے اپنی رفتار تیز کر دی! لیکن یہاں وہ چوروں کی طرح اِدھر اُدھر نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کا رُخ تانگہ اسٹینڈ کی طرف تھا!

عمران بھی چلتا رہا۔۔۔ اور پھر جب وہ ایک تانگے پر بیٹھ گیا تو عمران نے اپنی کار کی طرف دوڑنا شروع کر دیا جو وہاں سے کافی فاصلے پر تھی۔۔۔ اور تانگہ مخالف سمت میں جا رہا تھا!

کار تک پہنچتے پہنچتے تانگہ نظروں سے اوجھل ہو گیا! عمران کو بڑی مایوسی ہوئی مگر اس نے ہمّت نہیں ہاری!

کار اسٹارٹ کر کے وہ بھی اُدھر ہی روانہ ہو گیا جدھر تانگہ گیا تھا! اسے یقین تھا کہ اگر تانگہ کسی نواحی بستی میں نہ مُڑ گیا تو وہ اسے ضرور جا لے گا۔

سڑک سنسان پڑی تھی۔ آگے چل کر کار کی اگلی روشنی میں ایک تانگہ دکھائی دیا۔۔۔! لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ وہی تانگہ رہا ہو جس کی اسے تلاش تھی۔۔۔ اس نے کار کی رفتار بہت کم کر دی!

ساتھ ہی اس نے محسوس کیا کہ تانگہ کی رفتار پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔۔۔ اور پھر ایک جگہ دفعتاً تانگہ رُک گیا۔۔۔! سڑک پر آگے چڑھائی تھی۔۔۔ اور تانگہ کار سے زیادہ اونچی جگہ پر تھا! اچانک وہ کار کی روشنی میں آ گیا اور

عمران نے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کی شکل اچھی طرح دیکھ لی۔۔۔! لیکن لباس سے کوئی مزدور یا کم حیثیت کا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا! جسم پر ایک لمبا کوٹ تھا اور سر پر فلیٹ ہیٹ۔۔۔ داڑھی سے معمّر معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہ بالکل سفید تھی!

اس نے جلدی سے فلیٹ ہیٹ کا گوشہ چہرے پر جھکا لیا اور کوٹ کے کالر کھڑے کر لیے۔۔۔ شاید گھوڑے کے ساز میں کوئی خرابی آگئی تھی جسے تانگہ والا نیچے کھڑا درست کر رہا تھا! عمران نے رفتار اور کم کر کے خواہ مخواہ ہارن دینا شروع کر دیا! حالانکہ وہ کترا کر بھی نکل سکتا تھا! مقصد دراصل یہ تھا کہ وہ کوچوان اور سوار کو دھوکے میں رکھ کر تانگے کے قریب پہنچ جائے۔

"ابے تانگے والا۔۔۔ خرگوش کی اولاد!" عمران تانگے کے قریب پہنچ کر گرجا!

"صاحب بہت جگہ ہے!" تانگے والے نے کہا!

"کدھر جگہ ہے۔۔۔!" عمران کار سے اُتر کر چیخا! "بڑھاؤ۔۔۔ سڑک کے نیچے

اتار دو!"

وہ تانگے کی پچھلی سیٹ کے قریب پہنچ چکا تھا!

"یہ تو زبردستی کی بات ہے جناب!" تانگہ والا بھی جھلّا گیا!

عمران پچھلی سیٹ پر ہاتھ رکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "سرکار مجھے لیڈی تنویر نے بھیجا ہے۔"

بوڑھا کھانس کر رہ گیا۔

"میں آپ ہی سے عرض کر رہا ہوں!" عمران نے کہا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے سے کوئی ٹھنڈی سی چیز اس کی پیشانی سے آلگی!

"پیچھے ہٹ جاؤ!" بوڑھا آہستہ سے پُرسکون آواز میں بولا!

"مورینا سلانیو کو کُتیّوں کی موت مرنا پڑے گا۔ یہ بوڑھے غزالی کا فیصلہ ہے!"

"لیکن میں نے کیا قصور کیا ہے چچا غزالی!" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔

”تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ اسی لیے تو ٹریگر اپنی جگہ پر ہے۔۔۔ ورنہ تمہاری کھوپڑی میں ایک رنگین سا سوراخ ہو جاتا!“

”اور میں اسے دیکھ کر خوش نہ ہو سکتا!“ عمران نے ایک طویل سانس لی۔۔۔ اتنے میں تانگے والے نے آگے بڑھنا چاہا لیکن بوڑھے نے اسے روک دیا!

”مورینا سے کہہ دو۔۔۔ کہ غزالی بچّہ نہیں ہے۔۔۔۔! لیڈی تنویر۔۔۔!“ بوڑھا آہستہ سے بڑبڑایا۔۔۔ ”لیڈی تنویر۔۔۔!“

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ یاد کرنے کے لیے اپنے ذہن پر زور دے رہا ہو!

”سر تنویر کی بیوی تو نہیں؟“ اس نے پوچھا!

”آپ سمجھ گئے نا! دیکھیے میں نہ کہتا تھا۔۔۔ ہاں!“

”لیکن اس نے کیوں بھیجا ہے!“

”بس سمجھ جایئے!“ عمران ہنسنے لگا!

”کیا سمجھ جاؤں!“

”وہی نا! جو لیڈی تنویر آپ سے چاہتی ہیں۔۔۔!“

”میں کیا بتا سکتا ہوں کہ وہ کیا چاہتی ہے!“ بوڑھا بولا۔

”وہ چاہتی ہیں کہ آپ اس شہر سے چلے جایئے!“

”آہا۔۔۔ میں سمجھا!“ بوڑھے نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن اسے فکر مند ہونا چاہیے! اس سے کہہ دینا کہ غزالی اپنے ایک ذاتی کام سے یہاں آیا تھا جس دِن ہو گیا۔۔۔ یہاں سے چلا جائے گا! وہ یہاں رہنے کے لیے نہیں آیا!“

”مگر۔۔۔ آپ سر تنویر سے ملتے کیوں نہیں!“ عمران نے پوچھا!

”میں نہیں جانتا تھا کہ وہ یہیں رہتا ہے! لیڈی تنویر سے کہہ دینا! غزالی دل کا بُرا نہیں ہے۔۔۔ اچھا اب تم جا سکتے ہو۔۔۔!“

بوڑھے نے ریوالور کی نالی اس کی پیشانی سے ہٹالی۔

”مگر چچا! سر تنویر برابر آپ کے کمرے کا دروازہ پیٹتے رہے ہیں!“

”سر تنویر!“ بوڑھے کے لہجے میں حیرت تھی!

”ہاں چچا غزالی۔۔۔!“

”میں نہیں سمجھ سکتا!“ بوڑھا بڑبڑا کر رہ گیا۔

”سر تنویر آپ سے کیا چاہتے ہیں!“

”بس جاؤ۔۔۔ جو کچھ میں نے کہا ہے لیڈی تنویر کو کہہ دینا!۔۔۔ تانگہ بڑھاؤ!“

گھوڑے کی ٹاپیں سنّاٹے میں گونجنے لگیں۔۔۔ اور عمران نے چلّا کر پوچھا۔

”چچا غزالی تمہارے پاس ریوالور کا لائسنس تو ہو گا ہی!“

”ہاں بھتیجے۔۔۔ تم مطمئن رہو!“ بوڑھے کی آواز آئی۔۔۔ تانگہ کافی دور نکل گیا تھا۔

۷

دوسری صُبح کے اخبارات الفریڈ پارک میں کسی ادھیڑ عمر آدمی کی لاش بر آمد ہونے کی کہانی سُنا رہے تھے۔ پولیس کا نظریہ اور دیگر تفصیلات نمایاں طور پر شائع ہوئی تھی۔ عمران اپنے طلاق آفس میں اداس بیٹھا تھا۔۔۔! روشی دوسرے کمرے سے نکل کر غالباً چائے کا پیکٹ لینے کے لیے باہر جانے لگی۔۔۔ عمران نے بڑی پھُرتی سے اپنی داہنی ٹانگ آگے بڑھا دی! روشی بے خبر تھی اس لیے پیٹ کے بل دھڑام سے فرش پر جا گری! ساتھ ہی اس کے منہ سے عمران کے لیے کچھ ناشائستہ قسم کے جملے نکل گئے!

مگر عمران نے کچھ اس طرح گردن ہلا کر "ٹھیک کہا" کہ جیسے اس نے روشی کے الفاظ سُنے ہی نہ ہوں! وہ آگے کی طرف جھکا ہوا ہونٹ سکوڑے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ روشی کے فرش کے اٹھتے ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"تم بالکل جنگلی ہو!" روشی پیر پٹخ کر چیخی۔

"سب ٹھیک ہے جاؤ!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں جاؤں گی!" روشی نے روہانسی آواز میں کہا اور پھر کمرے میں واپس چلی گئی۔

عمران نے بڑے مغموم انداز میں اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی اور سامنے پھیلے ہوئے اخبار کی طرف دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد اُس نے روشی کو آواز دی!

"نہیں آؤں گی!" روشی نے دوسرے کمرے سے للکارا۔ "تم جہنّم میں جاؤ!"

"مجھے راستہ نہیں معلوم روشی ڈیئر۔۔۔ ورنہ کبھی کا چلا گیا ہوتا۔۔۔ تم میری بات تو سُنو!"

”نہیں سُنوں گی! مجھ سے مت بولو!“

عمران کو اُٹھ کر اسی کمرے میں جانا پڑا جہاں روشی تھی۔۔۔! وہ مسہری پر اوندھی پڑی ہوئی نظر آئی۔۔۔!

”آخر بات کیا ہے!“ اس نے بڑی معصومیت سے کہا۔

”چلے جاؤ یہاں سے! شرم نہیں آتی۔۔۔ عورتوں سے اس قسم کا مذاق کرتے ہو! بالکل جنگلی ہو!“

”اب موقع پر کوئی اور نہ ملے تو میں کیا کروں!“ عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ ”ویسے میں حتیٰ الامکان یہ کوشش کرتا ہوں کہ عورتوں سے یہ کیا۔۔۔ کسی قسم کا مذاق نہ کروں!“

”یہاں سے چلے جاؤ!“ روشی اور زیادہ جھلّا گئی!

”تم کہتی ہو تو چلا جاؤں گا! ویسے میں تم سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ بھیڑ کے بچّے کو میمنا کہتے ہیں یا بھینس کے بچّے کو۔۔۔ اور آدمی کے بچّے کو صرف بچّہ کیوں

کہتے ہیں؟ آدمی کیوں نہیں کہتے!"

روشی اُٹھ بیٹھی۔۔۔! چند لمحے عمران کو گھورتی وہ پھر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی! بیرونی دروازہ بند تھا۔

"کون ہے!" عمران نے بُلند آواز میں پوچھا!

"میں ہوں فیاض۔۔۔!"

"تم آگئے بیٹا!" عمران آہستہ سے بڑبڑاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا!

دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحہ کے لیے رکا۔۔۔! پھر ایک طرف ہٹ کر دروازہ کھول دیا۔

جیسے ہی فیاض اندر داخل ہوا عمران کی داہنی ٹانگ اس کے پیروں میں اُلجھ گئی۔۔۔اور فیاض بے خبری میں فرش پر ڈھیر ہو گیا۔۔۔!

لیکن! وہ دوسرے ہی لمحہ میں الٹ کر عمران پر آ پڑا۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ اس حرکت سے بھی تکلیف اسی کو ہوئی ہو کیوں کہ اس کا گھونسہ عمران کی

بجائے دیوار پر پڑا تھا! عمران ایک طرف ہٹ کر للکارا۔ ”آپ کے لیے چائے لاؤں۔۔۔!“

”چائے کے بچّے! یہ کیا حرکت تھی!“ فیاض نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ لیا!

”ہائیں۔۔۔ہائیں۔۔۔!“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”وہ دیکھ رہی ہو گی!“

فیاض نے اضطراری طور پر اس کا گریبان چھوڑ دیا اور بوکھلا کر دوسرے کمرے کی طرف دیکھنے لگا۔ روشی سچ مُچ دروازے میں کھڑی دونوں کو حیرت سے دیکھ رہی تھی!

”اوہو۔۔۔ روشی!“ عمران جلدی سے بولا۔ ”اِن سے ملو۔۔۔ یہ فیپٹن کیاض۔۔ ارے لاحول کیپٹن فیاض ہیں! میرے گہرے دوست! ہاں۔۔۔ اور یہ میری پارٹنر روشی۔۔۔ سینئر پارٹنر سمجھو! کیوں کہ روشی اینڈ کو۔۔۔! ہپ!“ فیاض نے جلدی میں دوچار رسمی جملے کہے اور کرسی میں گر کر ہانپنے لگا۔ وہ اب بھی عمران کو قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا!

”روشی!“ عمران بُلند آواز میں بڑبڑایا۔ ”اب تو چائے کا انتظام کرنا ہی پڑے گا! یہ بہت بڑے آدمی ہیں۔ سی بی آئی کے سپرنٹنڈنٹ۔۔۔!“

”اوہو!“ روشی مُسکرا کر بولی۔ ”آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔“

”مجھے بھی!“ فیاض جواباً مُسکرایا۔

عمران نے اُردُو میں کہا۔ ”فیاض صاحب! خیال رہے کہ میں طلاق دِلوانے کا دھندا کرتا ہوں۔ ذرا اپنی مُسکراہٹ ٹھیک کرو۔۔۔ ہونٹوں کے گوشے کپکپا رہے ہیں اور یہ جِنسی لگاوٹ کی علامت ہے۔۔۔ یقین مانو میں تمہاری بیوی سے ایک پیسہ فیس نہیں لوں گا! تم کیس بھی تو دِلواؤ۔۔۔ ایسی خدمت کروں گا کہ طبیعت خوش ہو جائے گی تمہاری!“

فیاض کچھ نہ بولا! عمران کے خاموش ہوتے ہی روشی نے پوچھا! ”کیوں کیپٹن۔۔۔ سی بی آئی میں عمران کا کیا عہدہ تھا؟“

”میرا ماتحت تھا!“ فیاض نے اکڑ کر کہا۔

"ارے خدا غارت کرے۔۔۔!" عمران بڑبڑایا۔ "اچھا میں تم سے سمجھ لوں گا!"

روشی ہنستی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی!

"ہاں اب بتاؤ!" فیاض آستین چڑھانے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ "کسی دِن میں تمہاری شیخی نکال دوں گا!"

"شیخی نہیں، پٹھانی کہو! میں پٹھان ہوں! سمجھے۔"

"تم کوئی بھی ہو! لیکن یہ کیا حرکت تھی۔۔۔ آخر کب تک تمہارا بچپنا برداشت کیا جائے گا!"

"تم کیپٹن فیاض۔۔۔ تم اسے بچپنا کہہ رہے ہو! مجھے حیرت ہے! اگر تم شرلاک ہومز کے زمانے میں ہوتے تو تمہیں گولی مار دی جاتی اور بالکل شرلاک ہومز ہی کی طرح جانتا ہوں تم اس وقت یہاں کیوں آئے ہو!"

"کیوں آیا ہوں؟" فیاض نے پوچھا!

”میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ کس طرح آئے ہو!“

”کس طرح آیا ہوں؟“

”سر کے بل چلتے ہوئے! اب پوچھو ڈاکٹر واٹسن کہ یہ بات میں نے اتنے وثوق کے ساتھ کیوں کہی ہے! جواب یہ ہے پیارے واٹسن کہ مجھے تمہارے بالوں میں کچھ ننھے ننھے تنکے نظر آرہے ہیں! ہاہا۔۔۔ دیکھا ہے نا یہی بات۔۔۔!“

”بور مت کرو۔“ فیاض نے بُرا سا منہ بنایا۔ ”میں ایک ضروری کام سے تمہارے پاس آیا ہوں!“

”میں آج کا اخبار پورا پڑھ چُکا ہوں!“ عمران سنجیدگی سے بولا۔ ”حتّٰی کہ وہ اشتہارات بھی پڑھ ڈالے ہیں جنہیں شادی شدہ آدمیوں کے علاوہ اور کوئی شریف آدمی نہیں پڑھتا!“

”تو تم سمجھ گئے!“ فیاض مُسکرایا۔

”میں بالکل سمجھ گیا۔۔ نہ صرف سمجھ گیا بلکہ کام بھی شروع کردیا ہے!“

”کیا مطلب؟“

”مطلب میں ضرور بتاتا مگر اسی صورت میں اگر گھونسہ دیوار پر پڑنے کی بجائے میرے جبڑے پر پڑا ہوتا۔۔۔! خیر۔۔۔ ہو گا مجھے کیا۔۔۔ جو بوئے گا کاٹے گا۔۔۔ اور لاد چلا ہے بنجارا والی مثل تھی! فیاض صاحب! ہپ۔۔۔ ارے۔۔۔ روشی۔۔۔ چائے!“

”نہیں میں چائے نہیں پیئوں گا!“

”حالانکہ تم پچھلی رات سے اب تک جاگتے رہے ہو اور ابھی تم نے ناشتہ بھی نہیں کیا! روشی کٹلٹ بڑے اچھے بناتی ہے! حالانکہ ابھی وہ بھی اسی فرش پر اوندھے منہ گر چکی ہے!“

”وہ بھی؟“ فیاض نے حیرت سے دہرایا۔ ”عمران تم آدمی ہو یا جانور؟“

”وہ اس وقت سے متواتر یہی ایک سوال دہرا رہی ہے!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ ”میں خود کو ہر طرح سے مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا خواہ وہ

ایک اینگلو برمیز لڑکی ہو! خواہ کیپٹن فیاض اور اب مجھے یقین آگیا ہے کہ اس لاش کے متعلّق تم لوگوں کا نظریہ قطعی غلط ہے۔"

"کیا مطلب!" فیاض سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"تمہارا یہی نظریہ ہے کہ مرنے والا کسی چیز سے ٹھوکر کھا کر گرا۔۔۔ اس کی پیشانی میں چوٹ آئی۔۔۔ اور کوئی زہریلا مادہ اتنی تیزی سے زخم کے راستے خون میں سرائیت کر گیا کہ گِرنے والے کو اُٹھنے کا بھی موقع نہ ملا۔۔۔ میں یہ نہیں کہتا کہ موت کے متعلّق ڈاکٹروں کی رائے غلط ہے! اس طرح کسی کا مر جانا بعید از قیاس نہیں! لیکن یہ خیال کہ وہ ٹھوکر کھا کر گِرا۔۔۔ اور اس کی پیشانی زخمی ہوگئی! مگر نہیں ٹھہرو کیا اس کی لاش کسی ایسی جگہ ملی ہے جہاں کی زمین ہموار نہ ہو۔۔۔! یا گِرنے کی صورت میں اس کا سر کسی ایسی چیز سے جا ٹکرایا ہو جو زمین کی سطح سے اونچی ہو!"

"نہیں۔۔۔! لاش الفریڈ پارک کی ایک روڈ پر ملی تھی! اور وہاں دُور، دُور تک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو زمین کی سطح سے اونچی ہو۔۔۔ اور ظاہر ہے کہ

رَوشیں بھی ناہموار نہیں ہوتیں!"

"تب میری جان یہ بتاؤ کہ تمہاری پیشانی کیوں نہیں زخمی ہوئی۔۔ اور روشی بھی بے داغ پیشانی لیے گھوم رہی ہے۔ تم دونوں ہی بے خبری میں کافی دُور سے گِرے تھے۔۔۔! بتاؤ!"

فیاض پلکیں جھپکانے لگا۔۔۔!

"میرا دعویٰ ہے اگر اس وقت تم دونوں کے نزدیک کوئی دیوار یا کرسی یا درخت کا تنا ہوتا تو یقیناً تمہاری پیشانیاں زخمی ہو جاتیں!"

"بات تو ٹھیک ہے! مگر کیوں؟"

"فطرت! اپنی حفاظت آپ کرنے کی جبلّت! جب ہم منہ کے بل گِرتے ہیں تو غیر ارادی طور پر ہماری ہتھیلیاں یا کُہنیاں زمین سے ٹِک جاتی ہیں! اس طرح فطرت خود ہی ہم سے ہمارے جسم کے بہترین اور سب سے زیادہ کار آمد لیکن کمزور حصّوں کی حفاظت کرتی ہے!"

”یار بات تو ٹھیک کہہ رہے ہو!“ فیاض سر ہلا کر بولا!

”روشی چائے۔۔۔!“ عمران نے پھر ہانک لگائی اور پھر آہستہ سے بولا۔ ”یار ایک آدھ کیس لاؤ! اس شہر کی عورتیں بڑی بے حس معلوم ہوتی ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ کم از کم ایک ماہ تک روزانہ اشتہار دیتا رہوں۔ کیا خیال ہے؟“

”عمران تم اسے بے وقوف بنانا جو تمہیں احمق نہ سمجھتا ہو!“

”اسے بھلا میں کیا بے وقوف بنا سکوں گا!“

”میں اس لئے آیا تھا کہ تم لاش دیکھ لیتے!“

”کیا وہ اب بھی جائے واردات پر ہے!“

”نہیں! مُردہ خانے میں ہے! ابھی پوسٹ مارٹم نہیں ہوا؟“

”جب وہ موقعہ واردات سے ہٹالی گئی ہے تو دیکھنے سے کیا فائدہ ہو گا!“

”تم چلو تو۔۔۔ ناشتہ کہیں اور کریں گے!“

”وہ تو ٹھیک ہے! مگر کھائیں گے کہاں سے! بھلا تمہارے اس کیس میں مجھے کیا مل جائے گا؟“

”بس اٹھو۔۔۔ بور مت کرو!۔۔۔ اس وقت تم پر غصّہ تو بہت آ رہا تھا۔۔۔ مگر خیر اِس کے گِرنے کے سلسلے میں ایک کام کی بات معلوم ہوئی! مگر تم نے اس بے چاری کو بھی گِرایا تھا!“

”کیا کرتا۔۔۔ مجبوری تھی۔۔۔ تجربہ تو کرنا ہی تھا!“

”بڑے سؤر ہو!“

”آج۔۔۔ چھا!“ عمران اُٹھتا ہوا بولا۔ ”میں چلوں گا۔۔۔ مگر یہ نہ بھول جانا کہ میں نے ابھی ناشتہ نہیں کیا۔۔۔ اور ہاں پہلے ہم الفریڈ گارڈن چلیں گے!“

عمران جانتا تھا کہ روشی اس وقت ناشتہ ہر گز تیّار نہیں کرے گی! اس لیے فیاض سے شرمندگی اُٹھانے سے یہی بہتر ہے کہ یہاں سے کہیں ٹل جائے!

باہر آ کر انہوں نے ایک چھوٹے سے ریستوران میں ناشتہ کیا اور الفریڈ

گارڈن کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔!

"ہاں۔ کل وہ لیڈی تنویر کیوں آئی تھی؟" فیاض نے پوچھا! "کہنے کے لیے اگر سر تنویر ہماری فرم کی خدمت حاصل کرنا چاہے تو اسے فوراً مطلع کر دیا جائے۔ غالباً لیڈی تنویر طلاق نہیں لینا چاہتی!"

"بکواس ہے! تم بتانا نہیں چاہتے!"

"بھلا میں تمہیں اپنے بزنس کی باتیں کیسے بتا سکتا ہوں!"

وہ الفریڈ گارڈن پہنچ گئے۔۔۔ اور پھر فیاض اسے اس جگہ لے گیا جہاں لاش پائی گئی تھی۔

"یہی جگہ ہے۔ ٹھیک یہیں پر لاش ملی تھی!"

"اوندھی پڑی تھی!" عمران نے پوچھا!

"ہاں!"

"لیکن اتنی جلدی یہ کیسے معلوم کر لیا گیا کہ وہ کوئی زہریلا مادّہ تھا جو پیشانی کے

زخم کے ذریعہ جسم میں سرائیت کر گیا؟"

"پھر اور کیا کہا جا سکتا ہے! اس کے علاوہ جسم پر اور کوئی نشان نہیں! گلا گھونٹ کر بھی نہیں مارا گیا۔"

"تم نے یہاں سے سُرخ بجریاں تو ضرور سمیٹی ہوں گی!"

"کیوں۔۔۔ نہیں تو۔۔۔!"

"یار تم محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ ہو!۔۔۔یا۔۔۔!"

"میں گدھا ہوں اور تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہیے! میں نے اِسے ضروری نہیں سمجھا تھا کہ یہاں سے بجریاں سمیٹی جائیں۔ کیونکہ مجھے بھی اس پر یقین نہیں ہے کہ وہ یہیں اور اسی جگہ نہ مرا ہو گا! آخر وہ کتنا سریع الاثر زہر تھا کہ مرنے والا گرنے کے بعد اُٹھنے کی کوشش نہیں کر سکا! لاش کو میں نے یہاں پڑا دیکھا تھا۔۔۔! اس کی پوزیشن تو صاف یہی ظاہر کر رہی تھی کہ وہ گرنے کے بعد ہِل بھی نہ سکا ہو گا!"

”ویری گڈ۔۔۔! پھر تم مجھے کیوں لائے ہو!“

”میں جانتا ہوں کہ لاش یہاں پھینکی گئی تھی!۔۔۔ موت کہیں اور واقع ہوئی ہو گی!“

”اب بہت زیادہ عقل مند بننے کی کوشش مت کرو!“ عمران مُسکرا کر بولا۔۔۔ ”اس کی موت یہاں بھی واقع ہو سکتی ہے اور وہ اسی جگہ گِر کر مر بھی سکتا ہے۔“

”بات کا بتنگڑ میں بھی بنا سکتا ہوں!“

”اچھا میں بات بناتا ہوں تم بتنگڑ بنانے کی کوشش کرو!۔۔۔ فیاض صاحب!۔۔۔ یہ الفریڈ گارڈن ہے۔۔۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ یہاں سانپ بکثرت ہیں۔۔۔! فرض کیجئے! اسے سانپ نے کاٹا ہو۔۔۔! ابھی پوسٹ مارٹم بھی نہیں ہوا۔۔۔ زہر والی بات عقلی گدا بھی ثابت ہو سکتی ہے!۔۔۔ وہ تو کہو کہ میں نے اس وقت ناشتہ بھی تمہارے پیسوں سے کیا ہے ورنہ بتاتا۔۔۔ مجھے خواہ مخواہ یہاں تک دوڑایا ہے تو اب لاش بھی دکھا دو!“

"بہر حال تم مجھ سے متّفق نہیں ہو!"

"لاش پوسٹ مارٹم ہو جانے دو، اس کے بعد دیکھا جائے گا!"

پھر اس سلسلے میں مزید گفتگو نہیں ہوئی اور وہ سرکاری مُردہ خانے کی طرف روانہ ہو گئے!

لاش غالباً پوسٹ مارٹم کے لیے لے جائی جانے والی تھی کیونکہ مُردے ڈھونے والی گاڑی کمپاؤنڈ میں موجود تھی۔ فیاض نے عمران کو دھکا دے کر آگے بڑھایا! اور پھر مُردہ خانے میں پہنچ کر فیاض نے جیسے ہی لاش کے چہرے پر سے کپڑا اہٹایا عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔ وہ بڑی تیزی سے لاش پر جھک پڑا۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے یقین ہو گیا کہ وہ لاش اس بوڑھے کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی جس کا پچھلی رات وہ تعاقب کر چکا تھا۔

"یہ پیشانی کا زخم دیکھو!" فیاض نے کہا!

”دیکھ رہا ہوں۔۔۔!“ عمران سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ ”مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی!“

”ہوں! اچھا، خیر پرواہ نہیں۔۔۔ اب تم بہت مغرور ہو گئے ہو!“ فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ ”تم سمجھتے ہو شاید دنیا میں تم ہی سب سے زیادہ عقل مند ہو۔۔!“

”نہیں تو۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تم نہ تو عقلمند ہو اور نہ مغرور۔۔۔ چلو چھوڑو!۔۔۔ جسم نیلا پڑ گیا ہے۔۔۔! زہر ہی ہو سکتا ہے۔۔۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ہی بتا سکے گی کہ زہر جسم میں کیونکر داخل ہوا۔۔۔ لہٰذا رپورٹ ملنے تک اگر ہم اس معاملے کو ملتوی ہی رکھیں تو زیادہ بہتر ہے۔“

”ویسے کیا اس کے جسم پر لباس موجود ہے!“

”نہیں۔۔۔ لباس۔۔۔ لیبارٹری میں ہے!“

”لیبارٹری میں کیوں!“

”شُبہ ہے کہ کپڑوں سے لانڈری کے نشانات مٹانے کی کوشش کی گئی ہے!“

”آہا۔۔۔!“ عمران کچھ سوچنے لگا! پھر آہستہ سے بولا۔ ”کیا اس کی جیب سے کچھ کاغذات وغیرہ بھی برآمد ہوئے ہیں!“

”کمال کرتے ہو! جِن لوگوں نے نشانات مٹائے ہیں انہوں نے کاغذات وغیرہ کیوں چھوڑے ہوں گے!“

”نشانات اوہو۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ نشانات خود مرنے والے ہی نے اپنی زندگی میں مٹائے ہوں!“

”اچھا بس ختم کرو!“ فیاض نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ ”ورنہ ابھی یہ بھی کہو گے کہ مرنے والا پرنس آف ڈنمارک تھا!“

وہ دونوں مردہ خانے سے باہر آگئے!

”اچھا میں چلا!“ عمران نے کہا۔ ”پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے مجھے مطلع کرنا!“

"اگر ضرورت سمجھی گئی!" فیاض بولا۔ اس کے لہجے میں بھی کبید گی موجود تھی۔

"مجھ سے اُلجھو گے تو سر پکڑ کر رونا پڑے گا۔۔۔! جانتے ہو کہ میری فرم کس قسم کا کاروبار کرتی ہے!"

اتنے میں وہاں مُردے خانے کا انچارج آ پہنچا۔۔۔! اس نے فیاض سے گفتگو شروع کر دی اور عمران وہاں سے ہٹ کر اس جگہ آیا جہاں فیاض کی موٹر سائیکل کھڑی ہوئی تھی۔

اس نے نہایت اطمینان سے اُسے اسٹارٹ کیا۔ فیاض نے دیکھا اور صرف منہ پھُلا کر رہ گیا۔۔۔ مُردہ خانے کے انچارج کے سامنے وہ بے تحاشہ دوڑ بھی تو نہیں سکتا تھا۔۔۔! وہ بے بسی سے عمران کی اس حرکت کو دیکھتا رہا۔ موٹر سائیکل فرّاٹے بھرتی ہوئی کمپاؤنڈ سے نکل گئی!

۸

تھوڑی دیر بعد عمران لیڈی تنویر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

”تم یہاں کیوں چلے آئے!“ لیڈی تنویر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا!

”آخری اطلاع دینے کے لیے!“ عمران اس کا چہرہ بغور دیکھ رہا تھا!

”میں نہیں سمجھی!“ لیڈی تنویر کی آواز میں کپکپاہٹ تھی!

"غزالی چلا گیا!"

"اوہ۔۔۔ اچھا!" لیڈی تنویر ایک طویل سانس لے کر بیٹھتی ہوئی بولی!
"اچھا۔۔۔ تو تمہاری بقیہ رقم پرسوں تک پہنچا دی جائے گی!"

"لیکن اب میں رقم لے کر کیا کروں گا!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا!

"کیوں؟"

"اس بے چارے کا پورا جسم نیلا پڑ گیا ہے اور شاید اس وقت ڈاکٹروں کے چاقو اس کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہوں!"

عمران نے اُسے واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "سر تنویر بھی اس میں دلچسپی لے رہے تھے! لیکن پولیس کو ابھی اِس کا علم نہیں ہے! ویسے اب میرا ارادہ ہے میں پولیس کو اس سے مطلع کر دوں!"

لیڈی تنویر تھوڑی دیر تک چپ چاپ ہانپتی رہی پھر بدقّت بولی۔ "تو اب تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو! تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تم میرے لیے اُسے قتل

بھی کر سکتے ہو!"

"اچھی بات ہے! جب پولیس آپ سے پوچھ گچھ کرے تو آپ بتا دیجئے گا۔۔۔ کہہ دیجئے گا۔۔۔ کہہ دیجئے کہ مجھے اس پر لیڈی تنویر نے مجبور کیا تھا۔۔۔ پھر لیڈی تنویر کو بتانا پڑے گا کہ انہوں نے کیوں مجبور کیا تھا! وہ کیوں چاہتی تھیں کہ غزالی یہاں سے چلا جائے اور اتنے سے کام کے لیے انہوں نے اتنی بڑی رقم کیوں دی؟ پھر غزالی کے پڑوسی سر تنویر کو بھی پہچان لیں گے جو گھنٹوں اُس کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔۔۔ پھر کیا ہو گا لیڈی تنویر۔۔۔۔ اور پھر آپ کو وہ آدمی شناخت کرے گا جو اس دِن میرے دفتر میں موجود تھا، اور اس نے آپ کو وہاں دیکھ کر حیرت بھی ظاہر کی تھی۔ آپ جانتی ہیں وہ کون تھا! نہیں جانتیں۔۔۔! اچھا تو سُنیئے وہ سی بی آئی کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض تھا۔۔۔ لہٰذا آپ پولیس سے یہ بھی نہیں کہہ سکتیں کہ آپ مجھ سے واقف نہیں ہیں!"

"تم کیا چاہتے ہو!" لیڈی تنویر نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا!

”حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ غزالی کون تھا۔۔۔ اور اس طرح کیوں مار ڈالا گیا۔۔۔ وہ کن لوگوں سے خائف تھا۔۔۔ اور وہ۔۔۔ وہ۔۔۔“

عمران اپنا سر سہلانے لگا! اسے وہ نام یاد نہیں آرہا تھا جس کا حوالہ پچھلی رات دورانِ گفتگو غزالی نے دیا تھا۔۔۔! ایسا نام جو کسی عورت ہی کا ہو سکتا تھا۔۔۔ اطالوی طرز کا نام۔۔۔!

”میں نہیں جانتی کہ وہ کن لوگوں سے خائف تھا۔۔۔ مگر۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔ تم بہت چالاک ہو۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ غزالی زندہ ہے۔ تم مجھ سے میرا راز اُگلوانا چاہتے ہو!“

”کیا آپ نے آج کا اخبار نہیں دیکھا!“

”دیکھا ہے! مگر تم ایک دوسرے معاملے کو بھی اس سلسلے میں استعمال کر سکتے ہو!“

”ہاں ہو سکتا ہے۔۔۔ شاید میں نام بھی غلط بتا رہا ہوں!“

”نہیں نام ٹھیک ہے! تم اس سے مِل چُکے ہو گے!“

”اگر آپ لاش دیکھنا چاہتی ہوں تو میں پوسٹ مارٹم رکوا دوں!“

”ہاں تو میں دیکھوں گی۔۔۔“ لیڈی تنویر نے ایسے لہجے میں کہا جس سے یہ مترشح ہو رہا تھا کہ اسے عمران کی بات پر یقین نہیں آیا!

”اچھی بات ہے۔۔۔ کیا آپ مجھے اپنا فون استعمال کرنے کی اجازت دیں گی؟“

”نہیں۔۔۔!“

”اچھا تو میرے ساتھ چلیئے!“

”نہیں جاؤں گی۔۔۔ تم شوق سے میرے متعلّق پولیس کو اطلاع دے سکتے ہو! تم مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے! ہو سکتا ہے کہ آدمی جو تمہارے دفتر میں اُس دِن موجود تھا سی بی آئی کا آفیسر رہا ہو! میں تمہاری اطلاع کے لیے بتاتی ہوں کہ سی بی آئی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب میرے گہرے دوستوں

میں سے ہیں!"

"تب تو میں ضرور آپ کے خلاف کوئی نہ کوئی کاروائی کر دوں گا! کیوں کہ رحمان صاحب میرے گہرے دُشمنوں میں سے ہیں! انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔ اس لیے مجبوراً مجھے فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ بیورو قائم کرنا پڑا!"

"اچھا شاید تم غلط سمجھے ہو! میں ابھی تمہاری موجودگی میں انہیں فون کرتی ہوں!"

"ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیجئے کہ بلیک میلر علی عمران ایم ایس سی، پی ایچ ڈی ہے!"

"علی عمران!" لیڈی تنویر چونک کر اُسے گھورنے لگی! "علی عمران۔۔۔ تم بکواس کر رہے ہو! یہ رحمان صاحب کے لڑکے کا نام ہے اور وہ بھی اسی محکمے میں۔"

"کبھی تھا۔۔۔!" عمران نے جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "لیکن ڈائریکٹر جنرل

صاحب نے اس کا پتّہ کاٹ دیا! اب وہ شہر کی ساری عورتوں سے اُن کے شوہروں کا پتّہ کٹوادے گا!"

"کیا تم واقعی عمران ہو! یعنی رحمان صاحب کے لڑکے!"

"ختم بھی کیجئے لیڈی تنویر۔۔۔ مجھ سے غزالی کی گفتگو کیجئے۔ آپ یہ بھی جانتی ہوں گی کہ۔۔۔ خیر جانے دیجئے!"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ تم جاسکتے ہو! یقین کرو تم میرا کچھ نہیں کرسکتے!" لیڈی تنویر نے کہا اور اُٹھ کر ڈرائنگ روم سے چلی گئی!

۹

عمران نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے فیاض کو فون کیا کہ وہ اس کے لیے کام شروع کر چکا ہے! لہٰذا وہ اب اپنا پٹرول پھونکنے کی بجائے اس کی موٹر سائیکل رگیدے گا۔۔۔ فیاض نے فون ہی پر اسے بے نقط سنائیں۔۔۔ لیکن عمران ہر گالی پر اس کی ہمّت افزائی کرتا رہا۔۔۔!

اس کے بعد وہ مزدوروں کی اسی بستی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں غزالی ٹھہرا ہوا تھا۔۔۔ اس نے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا! کمرے میں داخل ہوا لیکن وہاں صفائی نظر آئی۔ ایک تنکا بھی نہیں دکھائی دیا! پڑوسیوں میں

سے ایک نے جو اپنی رات کی ڈیوٹی ختم کر کے صُبح چار بجے واپس آیا تھا بتایا کہ غزالی کے کمرے کے سامنے ایک بڑی سی وین کھڑی ہوئی تھی اور اس پر غزالی کا سامان رکھا جا رہا تھا!۔۔۔ یہ واقعہ سُن کر ایک بار پھر عمران خالی کمرے میں واپس آ گیا۔۔۔ اور چاروں طرف متجسّس نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔ اور پھر اچانک دروازے کی طرف مُڑ کر تیزی سے جھپٹا۔ دوسرے لمحے میں وہ جھک کر سگریٹوں کا ایک پیکٹ اُٹھا رہا تھا۔۔۔ پیکٹ خالی تھا! وہ اسے اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔۔۔!

پھر اُسے روشنی میں دیکھنے کے لیے دروازے کے سامنے آ گیا! اس پر پینسل سے باریک حروف میں جگہ جگہ کچھ تحریر تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے شُغل کے طور پر کچھ لکھا ہو۔۔۔ ہر جگہ یکساں تحریر۔۔۔ لیکن رسم الخط عمران کی سمجھ میں نہیں آ سکا۔۔۔ ویسے اس کا خیال تھا کہ وہ روسی رسم الخط بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ ہر جگہ حروف کی ترتیب یکساں تھی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے بے خیالی میں جگہ جگہ کوئی ایک ہی چیز لکھی ہو۔۔۔ عمران نے

پیکٹ جیب میں ڈال لیا! کمرے میں اس کے علاوہ اسے کچھ نہیں ملا۔۔۔
تھوڑی دیر بعد وہ یونیورسٹی کی طرف جارہا تھا۔ اسے توقع تھی کہ پروفیسر سعید
جو مغربی زبانوں کا ماہر تھا اس پر ضرور روشنی ڈال سکے گا!

پروفیسر سعید عمران کے دوستوں میں سے تھا! اس نے عمران کے خیال کی
تائید کی۔ تحریر روسی رسم الخط میں تھی! وہ دراصل کسی "آرٹا مونوف" کے
دستخط تھے۔ یونیورسٹی سے واپسی پر عمران سوچ رہا تھا کہ بعض لوگ بے کاری
کے لمحات میں یونہی شغل کے طور پر عموماً اپنے ہی دستخط کیا کرتے ہیں۔ بس
قلم یا پینسل ہاتھ میں ہونی چاہیے! جو چیز بھی سامنے پڑ گئی بس اُس پر دستخط ہو
رہے ہیں!

پھر وہ غزالی کے متعلّق سوچنے لگا! وہ روسی کیا روس سے تعلّق رکھنے والی کسی
دوسری ریاست کا بھی باشندہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔ خدوخال کے اعتبار سے وہ
اپنی ہی طرف کا باشندہ ہو سکتا تھا!

اب عمران نے فیاض کے دفتر کی راہ لی۔۔۔ اور وہاں کچھ مزید گالیاں اس کی

منتظر تھیں۔ اسے دیکھ کر فیاض آپے سے باہر ہو گیا!

"اُن کو آتا ہے پیار پر غصّہ!" عمران نے کان پر ہاتھ رکھ کر ہانک لگائی!

"میں دھکّے دے کر باہر نکلوا دوں گا سمجھے!"

"لوگ یہی سمجھیں گے تمہاری بیوی عنقریب طلاق لینے والی ہے۔ ویسے اگر تم باہر سے آنے والوں میں سے کسی آرٹا مونوف کا پتہ لگا سکو تو دین دنیا میں بھلا ہو گا!"

"بس تم چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ۔ خیریت اِسی میں ہے!"

"اچھا پٹرول کے دام ہی دے دو! کیوں کہ اب ٹنکی میں تھوڑا ہی رہ گیا ہے!"

"کیا؟" فیاض جھنجھلا گیا۔ "اب موٹر سائیکل کو ہاتھ بھی نہ لگانا!"

"ہاتھ صرف ہینڈل پر رہیں گے۔ اس کے علاوہ اگر کہیں اور لگاؤں تو کٹوا دینا! ویسے میں آرٹا مونوف کے معاملے میں سنجیدہ ہوں۔۔۔ اس کا تعلّق غزالی کی موت سے بھی ہو سکتا ہے۔"

”کون غزالی۔ کیا بک رہے ہو!“

”وہی غزالی جس کی لاش تم نے مجھے دکھائی تھی!“

فیاض کرسی کی پشت سے ٹِک کر عمران کو گھورنے لگا! پھر بُرا سا منہ بنا کر بولا۔
”خواہ مخواہ مُجھ پر رُعب ڈالنے کی کوشش نہ کرو!“

”تم لیبارٹری سے آ رہے ہو۔۔۔ اور وہیں سے تمہیں یہ نام معلوم ہوا ہے۔۔۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ انگشتری مرنے والے ہی کی ہو۔۔۔ اُس کے کوٹ کے اندرونی جیب کا استر پھٹا ہوا تھا! ہو سکتا ہے اس نے انگشتری کبھی جیب میں ڈالی ہو اور وہ سوراخ سے کوٹ کے استر اور اَپر کے درمیان میں پہنچ گئی ہو! اگر وہ خود اُس کی ہوتی تو جیب میں ڈالے رکھنے کی کیا تُک ہو سکتی ہے۔۔۔ ویسے میں لیبارٹری والوں سے سخت ترین الفاظ میں جواب طلب کروں گا کہ وہ اس قسم کی اطلاعات اُن لوگوں کو کیوں دیتے ہیں جو محکمے سے تعلّق نہیں رکھتے!“

”ان سے یہ بھی پوچھنا کہ انہوں نے مجھے مرنے والے کے گھر کا پتہ بھی کیوں

بتا دیا!"

"خواہ مخواہ بات بنانے کی کوشش نہ کرو!"

"انگوٹھی کا کیا قصّہ ہے پیارے فیاض۔" عمران اُسے چمکا کر بولا۔ فیاض چند لمحے اُسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "کیا یہ حقیقت ہے کہ تمہیں یہ نام لیبارٹری سے نہیں معلوم ہوا!"

"یہ حقیقت ہے! ویسے اگر تم لیبارٹری انچارج سے، جو تم بیزار ہی کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں نہیں روکوں گا! کیوں کہ تم نے آج مجھے بہت گالیاں دی ہیں اور میں اِس کے بدلے میں یقیناً یہ چاہوں گا کہ کوئی تمہارے ہاتھ پیر توڑ کر رکھ دے!"

"پھر تمہیں یہ نام کیسے معلوم ہوا۔"

"بس ہو گیا! تم فی الحال اس کی پرواہ نہ کرو اور یہ حقیقت ہے کہ میں اس کے ٹھکانے سے بھی واقف ہو گیا ہوں! اگر یقین نہ آئے تو میرے ساتھ چلو!

لاش کی تصویریں غالباً تیّار ہو کر تمہارے پاس آگئی ہوں گی!"

"ہاں آگئی ہیں۔ کیوں!"

"میں اس کے پڑوسیوں سے تصدیق کرادوں گا!"

"کیا تم سنجیدگی سے گفتگو کر رہے ہو!"

"اوہو! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں مُفت میں تمہارا پٹرول پھونکتا پھرا ہوں! نہیں ڈیئر ایسی بات نہیں۔۔۔ چلو اُٹھو۔۔۔ لیکن لاش کے چہرے کا کلوز اپ ضرور ساتھ لے لینا! تاکہ تمہارا اطمینان ہو سکے!"

"آخر تم نے کس طرح پتہ لگا لیا!"

"الہام ہوا تھا۔۔۔ تمہیں اس سے کیا غرض!"

۱۰

غزالی کے اُن پڑوسیوں نے جو اُسے دیکھ چکے تھے۔ اس کی تصویر دیکھ کر عمران کے بیان کی تصدیق کر دی۔۔۔! فیاض نے ان سے بہتیرے سوالات کئے لیکن وہ اس سے زیادہ نہ بتا سکے جو کچھ انہوں نے عمران کو بتایا تھا!

"اچھا فیاض صاحب!" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "اب تم آرٹا مونوف کے متعلّق معلومات فراہم کرو اور تم اپنی موٹر سائیکل بھی لے جا سکتے ہو!"

"آرٹا مونوف کون ہے؟"

"میرا بھتیجا ہے! تم اس کی پرواہ مت کرو! زیادہ بور مت کرو! نہیں تو میں

سوئٹزر لینڈ چلا جاؤں گا!"

فیاض سے پیچھا چھڑا کر وہ اُن لوگوں کو تلاش کرنے لگا جنہوں نے پچھلے دِن سر تنویر کو غزالی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھا تھا۔

اُن میں سے ایک اُسے جلد ہی مل گیا! عمران دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ غزالی سے ملاقات کرنے کی کوشش کرنے والوں میں سر تنویر کے علاوہ اور کتنے مختلف آدمی تھے۔۔۔! چونکہ عمران بھی پچھلے دِن یہاں موجود تھا اس لیے سر تنویر کا حوالہ دے کر گفتگو آگے بڑھانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور اس نے بتایا کہ سر تنویر کے علاوہ بھی دو آدمی یہاں آئے تھے۔ لیکن انہوں نے کبھی دروازے پر دستک نہیں دی! وہ بس دور ہی سے کمرے کی نگرانی کیا کرتے تھے! ان کے حلیے کے متعلّق وہ صرف اتنا ہی بتا سکا کہ ان کے چہروں پر گھنی سیاہ داڑھیاں تھیں اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینکیں۔۔۔

"میک اپ!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا!

پھر بستی سے نکل کر اس نے ایک ٹیکسی لی اور سر تنویر کے دفتر کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ ملک کے بہت بڑے بر آمد کنند گان میں سے تھا۔۔۔ اور اس کے دفاتر دنیا کے مختلف حصّوں میں قائم تھے!

اس تک پہنچنے کے لیے عمران کو خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔ بہرحال کسی نہ کسی طرح رسائی ہو ہی گئی۔ سر تنویر نے نیچے سے اوپر تک اُسے گھور کر دیکھا!

"میں طاعون کا ٹیکہ لگانے کے لیے نہیں آیا۔!" عمران احمقوں کی طرح بول پڑا۔

"کیا بات ہے!" سر تنویر کی گونجیلی آواز سے کمرے میں جھنکار سی پیدا ہوئی!

"غزالی کی لاش۔۔۔ الفریڈ۔۔۔ گارڈن۔۔۔ کل رات!" عمران اس طرح بولا جیسے وہ سر تنویر سے خوفزدہ ہو!

”کیا بکواس ہے!“ عمران جیب سے غزالی کی تصویر نکال کر میز پر رکھتا ہوا بولا۔ ”اس کی لاش!“

”تو میں کیا کروں!“

”محض آپ کی اطلاع کے لیے وہ اپنے پڑوسیوں کے لیے بڑا پُراسرار تھا اور وہ لوگ اس سے بھی زیادہ پُراسرار تھے جو اُس کے لیے اُس بستی کے چکّر لگایا کرتے تھے!“

”ہوں!“ سر تنویر دونوں ہونٹ بھینچ کر کُرسی کی پشت سے ٹِک گیا! اس کی آنکھیں عمران کے چہرے پر تھیں!

”پھر!“ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا!

”ان گدھوں نے مجھے بھی پیچ میں لپیٹ کر رکھ دیا ہے! ہوا یہ کہ آج میں پھر وہاں پہنچ گیا۔ مجھے حالات کا علم نہیں تھا۔ وہ گدھے شاید آپ کے متعلّق پولیس کو بتا رہے تھے۔۔۔ شہادت کے طور پر انہوں نے مجھے پیش کر

دیا۔۔۔ مگر بھلا میں انہیں کیسے بتا دیتا کہ وہ آپ تھے! بستی میں گھُستے ہی ایک مزدور نے مجھے حالات سے باخبر کر دیا تھا۔۔۔ میں نے پولیس کو بتایا کہ ایک شریف آدمی کار میں ضرور آئے تھے مگر انہیں پہچانتا نہیں البتّہ دوسری بار دیکھنے پر ضرور پہچان لوں گا۔۔۔ اب میری عزّت آپ کے ہاتھ میں ہے!"

"کیوں تمہاری عزّت کیوں!"

"میں دراصل سرکاری ڈاکٹر نہیں ہوں۔۔۔ بس یہ سمجھئے کہ چار سو بیس کر کے پیٹ پالتا ہوں! ہاں کسی زمانے میں ایک پرائیویٹ ڈاکٹر کا کمپاؤنڈر ضرور رہ چکا ہوں۔ ڈسٹلڈ واٹر کے مُفت انجکشن لگا کر لوگوں پر اپنی اہمیّت جتاتا ہوں! اس لیے کوئی خاص ضرورت پڑنے پر لوگ میرے ہی پاس دوڑے آتے ہیں۔۔۔ میں اپنی کمائی کرتا ہوں۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ مگر اب شاید میری پول کھُل جائے گی۔۔۔ یہ بہت بُرا ہوا جناب۔ اب مجھے کوئی مشورہ دیجیے!"

"مشورہ۔۔۔ کسی وکیل سے لو۔۔۔ وقت ہو چکا ہے۔۔۔ اب تم جا سکتے ہو۔۔۔ مگر ٹھہرو! تمہیں یہ تصویر کہاں سے ملی!"

”اب میں عرض کروں! آپ نہ جانے کیا سوچیں گے۔“

”بتاؤ!“ سر تنویر گرجا!

”میں پولیس سے پیچھا چھڑا کر واپس آ رہا تھا کہ پیپل والی گلی کے موڑ پر ایک آدمی ملا! اس کے چہرے پر گھنی سیاہ داڑھی تھی اور آنکھوں میں تاریک شیشوں والی عینک۔۔۔ اس نے مجھے تصویر دے کر کہا کہ یہ غزالی کی تصویر ہے اور اس کی موت کے ذمہ دار سر تنویر ہی ہو سکتے ہیں!“

”بلیک میل کرنا چاہتے ہو مجھے!“ سر تنویر دانت پیس کر بولا۔

”ارے توبہ توبہ!“ عمران اپنا منہ پیٹنے لگا! ”میں جا رہا جناب۔۔۔ آئندہ آپ میری شکل نہ دیکھیں گے۔ میری چار سو بیسی صرف ڈاکٹری کے پیشے تک محدود ہے اور میں زیادہ لمبے ہاتھ مارنے کی کوشش نہیں کرتا!“

”تمہیں تصویر کہاں سے ملی تھی!“ سر تنویر نے پھر اپنا سوال دہرایا!

”میں نے حقیقت آپ کو بتا دی اور ہاں اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ سر تنویر کو

پھنسوادو۔۔۔ میں اس جملے سے سمجھ گیا تھا کہ آپ کا کوئی دُشمن آپ کو خواہ مخواہ پریشان کرنا چاہتا ہے!"

"تم کیا چاہتے ہو!" سر تنویر نے تھوڑی دیر بعد پوچھا!

"حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

"کیوں؟ تمہیں اس سے کیا سروکار!"

"میں دراصل جاسوسی کہانیاں بھی لکھتا ہوں! ہو سکتا ہے کہ میں اس سے کوئی عمدہ سا پلاٹ مرتب کر کے تھوڑے سے پیسے ہی کمالوں!"

سر تنویر چند لمحے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر میز کی دراز کھول کر نوٹوں کی ایک گڈّی نکالی اور اسے عمران کی طرف پھینکتا ہوا بولا۔ "جاؤ اپنی زبان بند رکھنا! یہ دو ہزار ہیں!"

"دو لاکھ پر بھی لعنت!" عمران بگڑ گیا! "آپ ایک شریف آدمی کو بلیک میلر سمجھ رہے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر والی چار سو بیسی کی اور بات ہے۔ اس میں کافی محنت،

وقت اور پیسہ برباد ہوتا ہے۔۔۔ اور اس طرح اپنی کمائی حلال کر لیتا ہوں۔۔۔ سمجھے جناب۔۔۔لاحول ولا قوّۃ۔۔۔ میں ایک باعزّت ادیب ہوں! اگاتھاکرسٹی نے میرے درجنوں ناولوں کا انگریزی ترجمہ کیا ہے!"

"تم میرا وقت برباد کر رہے ہو۔۔۔روپے اٹھاؤ۔۔۔اور چلتے بنو!"

"میں حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں! غزالی کون تھا۔۔۔ اور آپ جیسا آدمی اس میں کیوں دلچسپی لے رہا تھا! اور یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس کی موت میں آپ کا ہاتھ نہیں ہے! ورنہ آپ خود کو منظرِ عام پر نہ آنے دیتے!"

"مجھ سے کھُل کر بات کرو! تم کون ہو!" سر تنویر نے آگے جھکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"میں نے ابھی تک بند ہو کر کوئی بات نہیں کی!"

"سی بی آئی کے آدمی ہو!"

"نہیں میری شادی نہیں ہوئی۔ میں کسی سی بی آئی کو نہیں جانتا۔"

سر تنویر نے نوٹوں کی گڈّی اٹھا کر پھر میز کی دراز میں ڈال دی اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "اب چُپ چاپ چلے جاؤ۔۔۔ ورنہ چپڑاسی دھکے دے کر نکال دے گا!"

گھنٹی کی آواز کے ساتھ ہی چپڑاسی بھی آ گیا تھا!

"آخّاہ۔۔۔ السّلام وعلیکم!" عمران نے اُٹھ کر نہ صرف چپڑاسی کو سلام کیا بلکہ زبردستی مصافحہ بھی کرنے لگا اور چپڑاسی بے چارہ بُری طرح بوکھلا گیا۔۔۔ چپڑاسی ہی نہیں بلکہ سر تنویر بھی اس غیر متوقّع حرکت سے جھونجھل میں آ گیا تھا!

"چپڑاسی!" اس نے بمشکل تمام پھنسی پھنسی سی آواز حلق سے نکالی لیکن عمران جا چکا تھا!

۱۱

عمران نے پھر ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے کیپٹن فیاض کا نمبر ڈائل کئے۔۔۔ اور اس سے آرٹا مونوف کے متعلّق پوچھا!

”تم آخر کیا کرتے پھر رہے ہو؟“ فیاض نے دوسری طرف سے کہا۔ ”مجھے بتاؤ۔۔۔ورنہ مجبوراً مجھے۔۔۔“

”صبر کرنا پڑے گا!“ عمران نے جلدی سے جملہ پورا کر دیا۔

”آرٹا مونوف کے متعلّق اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک کہ تم مجھے سارے حالات سے باخبر نہ کرو!“

"اچھا میری جان۔۔۔ مجھے نہ غزالی سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ آرٹا مونوف سے۔۔۔ میں گھر جا رہا ہوں۔ ویسے گھر بھی تمہارا ہی ہے۔ لیکن تمہارے فرشتے بھی وہاں سے مجھے نہیں نکال سکتے۔"

عمران ریسیور رکھ کر بوتھ سے باہر آ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ فیاض ابھی خود ہی دوڑا آئے گا لہٰذا اب اُس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں! اسے یقین تھا کہ وہ خود ہی آکر سب کچھ اُگل دے گا!

اس بھاگ دوڑ میں چار بج رہے تھے اور روشی فلیٹ میں اُس کی منتظر تھی! نہ صرف روشی بلکہ لیڈی تنویر بھی! عمران لیڈی تنویر کو دیکھ کر بولا۔ "آپ یہاں سے فوراً چلی جایئے! کیوں کہ کیپٹن فیاض یہاں آنے والا ہے!"

"صرف ایک بات سُن لو!"

"سنایئے جلدی سے!"

"غزالی کی موت کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔۔۔ یہ ضروری نہیں کہ

اس کی موت میں میرا ہاتھ ہو۔۔۔ اور میرا راز اتنا اہم نہیں ہو سکتا کہ اسے قتل کرا دیا جائے۔"

"میں آپ کا راز نہیں معلوم کرنا چاہتا۔۔۔ آپ جا سکتی ہیں! لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ سر تنویر بُری مصیبتوں میں پھنس جائیں گے۔۔۔ پولیس انہیں سونگھ چکی ہے۔ ایک سرکاری ڈاکٹر نے انہیں غزالی کا کمرہ کھلوانے کی کوشش کرتے دیکھا تھا۔۔۔ بس اب جائیے۔۔۔ اگر کیپٹن فیاض نے آپ کو یہاں دیکھ لیا تو۔۔۔ گھپلا ہو جائے گا۔ بس جائیے۔"

لیڈی تنویر چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر آہستہ سے بولی۔ "بقیہ تین ہزار لائی ہوں!"

"انہیں آپ واپس لے جائیے! اگر میں اسے یہاں سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا ہوتا تو یہ روپے یقیناً میرے تھے!"

"اب بھی تمہارے ہی ہیں!"

”زبان بند رکھنے کے لیے۔ کیوں؟“

”زبان تو ہر حال میں بند رکھنی ہی پڑے گی۔۔۔ اور ہاں میں نے تحقیق کر لی ہے۔۔۔ تم رحمان صاحب ہی کے لڑکے ہو! رحمان صاحب سر تنویر کے گہرے دوستوں میں سے ہیں اور وہ کبھی ہم لوگوں کی رسوائی گوارا نہ کریں گے!“

”اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ اب آپ جایئے! کیپٹن فیاض۔۔۔ ہاں۔۔۔ روپے میں نہیں لوں گا!“

لیڈی تنویر اُٹھ کر چلی گئی!

روشی اُردُو نہیں جانتی تھی۔ اس لیے اُن کی گفتگو اُس کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔۔۔ لیڈی تنویر کے جانے کے بعد روشی نے میز کی دراز سے نوٹوں کی تین گڈیاں نکال کر عمران کے سامنے ڈال دیں۔

”ہائیں۔۔۔ یہ کیا؟“

”لیڈی تنویر نے دیے تھے!“

”تم نے کیوں لیے؟“

”زبردستی دے گئی ہے۔ میں کیا کرتی۔ اس نے کہا تھا کہ تم اس کے دوست کے لڑکے ہو!“

بات اس سے زیادہ نہیں بڑھنے پائی کیوں کہ فیاض سچ مچ پہنچ گیا۔۔۔اس نے نوٹوں کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”بڑے مالدار ہو رہے ہو!“

”کب نہیں تھا! آؤ بیٹھو دوست۔ بہت دِنوں بعد ملاقات ہوئی! کیا آج کل بہت مصروف ہو!“

”حرفوں میں اُڑانے کی کوشش نہ کرو!“

”میں اس جملے کا مطلب نہیں سمجھا!“ عمران نے آنکھیں پھاڑ کر کہا!

”آرٹامونوف!“

”آہا سمجھا!“ عمران نے اس کی بات کاٹ دی! ”میری قابلیت کا امتحان لینا چاہتے ہو۔ آرٹامونوف خاندان کا تذکرہ میکسم گوگول نے اپنے ناول میں کیا تھا!“

”میکسم گورکی۔۔۔!“ فیاض نے بُرا سامنہ بنا کر کہا!

”نہیں گوگول۔ میں شرط لگانے کے لیے تیّار ہوں!“

”تم جاہل ہو۔۔۔ گورکی۔۔۔ آرٹامونوف۔۔۔ گورکی کا ناول ہے!“

”گوگول! اگر زیادہ تاؤ دلاؤ گے تو گول گول کہوں! دیکھتا ہوں کہ تم میرا کیا۔۔۔ بنا نہیں بگاڑ۔۔۔ نہیں ہش۔۔۔ بنا۔۔۔ کیا کہتے ہیں۔۔۔ جہنّم میں جائے ہاں تو میں ابھی کیا کہہ رہا تھا!“

”عمران میں بہت بُری طرح پیش آؤں گا!“ فیاض بھنّا گیا!

”آپ کے لیے چائے لاؤں!“ عمران نے روشی سے انگریزی میں کہا۔۔۔ اور روشی دوسرے کمرے میں چلی گئی! فیاض اُسے جاتے دیکھتا رہا! پھر اس نے

ایک طویل سانس لی!

"ہائیں ہائیں!" عمران نے اپنے دیدے چکرائے! "خبردار بلکہ ہوشیار۔۔۔ تم میری پارٹنر کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں نہیں بھر سکتے! سوپر فیاض۔۔۔ میں تم پر مقدمہ چلادوں گا۔۔۔!"

"میں یہاں پر تمہاری خُرافات سُننے نہیں آیا۔"

"تمہاری بڑی مہربانی ہے کہ کبھی بھی چلے آتے ہو۔۔۔ مگر۔۔۔ خیر ٹالو۔۔۔ تمہیں آج سبز چائے پلواؤں گا!"

"تمہیں غزالی کی جائے قیام کا پتہ کیسے معلوم ہوا تھا!"

"کون غزالی!" عمران نے آنکھیں پھاڑ کر حیرت ظاہر کی۔

"اس سے کام نہیں چلے گا! میں تمہیں دفتر میں طلب کروں گا!"

"اور غالباً اس دفتر میں وہ تمہارا آخری دِن ہو گا!" عمران چیونگم کچلتا ہوا بولا!

"فیاض کچھ دیر خاموشی سے عمران کو گھورتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ "آخر تم

چاہتے کہاہو؟"

"مرنے کے بعد صرف دو گز زمین!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر مغموم لہجے میں بولا۔ "ہاتھی نہیں چاہتا، گھوڑا نہیں چاہتا۔۔۔ محل دو محلّہ نہیں چاہتا!"

پس مردن بنائے جائیں گے ساغر مری گلی میں

لبِ جاں بخش کے بوسے ملیں گے خاک میں مل کے

شعر پڑھ چکنے کے بعد عمران نے ایک بڑی لمبی آہ بھری۔۔۔ اور خاموش ہو گیا۔۔۔

روشی چائے کی ٹرے لیے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔ فیاض خونخوار نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ لیکن روشی کو دیکھتے ہی اس کی مدد کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا۔ چھوٹی میز کھینچ کر درمیان میں رکھی اور روشی کے ہاتھوں سے ٹرے لے کر اس پر رکھنے لگا۔

"اسے اپنا ہی گھر سمجھو!" عمران آنکھیں بند کر کے سر ہلانے لگا۔ چائے کے

دوران میں زیادہ تر خاموشی ہی رہی۔۔۔فیاض اور روشی نے دو ایک رسمی قسم کی باتیں کیں!

چائے ختم کرنے کے بعد فیاض نے ایک سگریٹ سلگائی اور اس کا موڈ یک لخت تبدیل ہو گیا! وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران اسے زندگی بھر باتوں میں اڑاتا رہے گا!

"ہاں! وہ بات تو رہ ہی گئی!" فیاض مُسکرا کر بولا۔ "ایک آرٹا مونوف کا سُراغ مل گیا ہے!"

"مل گیا ناہاہا!" عمران پاگلوں کی طرح ہنسا! "میں پہلے ہی جانتا تھا کہ مل کر رہے گا!"

"ایک ہفتہ گزرا یہاں اسپین کی ایک ڈانسنگ پارٹی آئی ہے! آرٹا مونوف اُسی کا ایک رُکن ہے!"

"مگر آرٹا مونوف تو روسی نام ہے!" عمران بولا!

”کیا ہوا۔۔۔اسپین میں انقلاب روس کے مارے ہوئے بہتیرے آباد ہیں!“

”ہاں ٹھیک ہے۔۔۔!“ عمران کچھ سوچنے لگا! پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔

”اس میں لڑکیاں بھی ہوں گی اور ایک مخصوص رقاصہ تو یقیناً ہو گی!“

”یورپ کی مقبول ترین رقاصہ۔۔۔مورنیا سلانیو!“

”مورنیا۔۔۔مورنیا۔۔۔سلانیو۔۔۔!“

عمران نے رُک رُک کر دہرایا۔ اُسے یک لخت یاد آگیا کہ غزالی نے یہی نام لیا تھا۔ سو فی صدی یہی!

”پلازا۔۔۔میں پروگرام ہو رہے ہیں! آج کے خصوصی پروگرام کا نام جہنّم کی رقاصہ ہے۔۔۔ یہ مورنیا کا مشہور ترین رقص ہے۔۔۔ یورپ میں اسے خاصی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔۔۔وہ آگ میں ناچتی ہے!“

عمران کچھ نہ بولا! وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔

۱۲

رقص کا پروگرام آٹھ بجے سے شروع ہونے والا تھا۔۔۔! عمران نے ساڑھے سات بجے تک بہتیری معلومات فراہم کر لیں۔۔۔ آرٹا مونوف پارٹی میں پیانسٹ تھا۔۔۔ اور پارٹی پندرہ افراد پر مشتمل تھی جن میں سے پانچ لڑکیاں تھیں! انہیں میں مورنیا بھی شامل تھی۔۔۔ پارٹی اسپین سے آئی تھی اور پورے ایشیا کا دورہ اس کے پروگرام میں شامل تھا۔

عمران کو آرکسٹرا کا ٹکٹ حاصل کرنے کے لیے رشوت دینی پڑی کیوں کہ زیادہ تر سیٹیں ایڈوانس بُکنگ میں مخصوص ہو گئی تھیں!

پورا ہال بھر گیا تھا۔۔۔ اور باہر ہاؤس فل کی تختی لگا دی گئی تھی! لیکن پھر بھی لوگوں کا یہ عالم تھا کہ بُکنگ ہاؤس کی بند کھڑکیوں پر ٹوٹے پڑ رہے تھے! آخر حالات اتنے نازک ہو گئے کہ پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔

اندر ہال میں اسٹیج کا پردہ دو حصّوں میں تقسیم ہو کر دونوں گوشوں کی طرف کھسکتا چلا گیا۔ پورے اسٹیج پر آگ کی لپٹیں نظر آ رہی تھیں، آگ مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی تھی! کیونکہ اگلی نشستوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو سچ مچ جہنّم کا مزہ آ گیا تھا۔۔۔!

اسٹیج نشستوں کی سطح سے کافی بُلند تھا! اس لیے اس بات کا اندازہ کرنا مشکل تھا کہ آگ پورے اسٹیج پر پھیلی ہوئی ہے یا درمیان میں کچھ جگہ خالی بھی رکھی گئی ہے! ویسے بادی النظر میں یہی معلوم ہوتا تھا کہ پورے اسٹیج پر آگ کی لپٹوں کے درمیان ایک حسین چہرہ دکھائی دیا وہ بھی آگ ہی کا معلوم ہوتا تھا۔

آگ۔۔۔ موسیقی۔۔۔ اور آتشیں چہرے نے کچھ ایسی فضا پیدا کر دی کہ

تماشائیوں کو رقص کے آغاز و اختتام کا احساس ہی نہ ہو سکا۔ شاید ہی کوئی یہ بتا سکتا کہ رقص کتنی دیر تک ہوتا رہا تھا!

تالیوں کی گونج پر لوگ چونکے اور انہیں احساس ہوا کہ وہ مشینی طور پر تالیاں پیٹ رہے ہیں! اس میں ان کے ارادے کو دخل نہیں تھا!

متواتر ڈیڑھ گھنٹے تک اسٹیج پر آگ نظر آتی رہی اور اس اثنا میں مورنیا نے تین رقص پیش کیے! ایک میں وہ تنہا تھی اور دو رقص اس نے چار لڑکیوں کے ساتھ پیش کئے تھے۔

پروگرام کے اختتام پر گرین روم کے سامنے آدمیوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔۔۔ وہ سب مورنیا کو قریب سے دیکھنے کے خواہش مند تھے۔ اس لیے عمران کو یقین تھا کہ وہ کسی چور دروازے سے نکل کر اپنی قیام گاہ کی طرف بھاگے گی!

پلازا کی عمارت دو منزلہ تھی! نیچے ہال تھا اور اوپری منزل پر گرینڈ ہوٹل! مورنیا بھیڑ سے بچنے کے لیے ہوٹل ہی کو راہِ فرار بنا سکتی تھی! اس کے علاوہ

کوئی راستہ نہیں تھا!

ہوٹل کے دو زینے تھے۔ ایک تو سڑک پر تھا اور دوسرا گلی میں! عمران نے سڑک والے زینے کو بھی ذہن سے نکال دیا! دوسرے لمحے میں وہ گلی کی طرف بڑھ رہا تھا! گلی پتلی ضرور تھی لیکن تاریک نہیں تھی اور وہاں سچ مچ عمران کو ایک لمبی سی کار کھڑی دکھائی دی اور گلی میں اس کی موجودگی کی کوئی تُک نہیں تھی! عمران بڑی تیزی سے گلی سے نکل کر اپنی ٹو سیٹر کے قریب آیا اور اسے یہ دیکھ کر بالکل حیرت نہیں ہوئی کہ اس میں کیپٹن فیاض براجمان ہے!

اسے شام ہی سے اس کا احساس تھا کہ کیپٹن فیاض اس کا تعاقب کر رہا ہے!

اس نے اس کی طرف دھیان دیے بغیر دروازہ کھولا اور اسٹیئرنگ کے سامنے بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا۔۔۔ پھر گاڑی پلازا کی عقبی گلی کی طرف رینگنے لگی! عمران اتنی بے تعلقی سے اسٹیئرنگ کرتا رہا جیسے اسے اپنے قریب فیاض کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

"کدھر چل رہے ہو!" اچانک فیاض نے پوچھا اور عمران "ارے باپ!" کہہ کر اس طرح اُچھل پڑا کہ گاڑی ایک دیوار سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔۔ اور پھر عمران کے حلق سے کچھ اس قسم کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے وہ نیند کی حالت سے ڈر کر جاگ پڑا ہو!

"کیا بیہودگی ہے! گاڑی سنبھالو!" فیاض نے اسٹیئرنگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا!

"نہیں! میری جیب میں کچھ نہیں ہے!" عمران رو دینے والی آواز میں بولا۔ "قسم لے لو بھائی!"

"او عمران کے بچّے!"

"آں۔۔۔ ہائیں۔۔۔ تو یہ تم ہو! فیاض۔۔۔!" عمران بڑبڑایا۔ "اگر میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو۔۔۔"

"سچ کہتا ہوں کسی دِن تمہاری ساری شیخی نکال دوں گا!" فیاض نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ اس نے اپنی ٹو سیٹر گلی میں کھڑی کر دی! وہ لمبی کار سے کافی فاصلے پر تھے اور ٹو سیٹر اندھیرے میں تھی! عمران نے انجن بند کر دیا۔

"یہاں کیوں آئے ہو؟" فیاض نے پوچھا!

"تم سے عشق ہو گیا ہے مجھے!" عمران ایک ٹھنڈی آہ بھر کر سینے پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔ "بہت دِنوں سے سوچ رہا تھا کہ اظہارِ عشق کر دوں۔۔۔ لیکن ہمّت نہیں پڑتی تھی۔۔۔ آج پڑ گئی ہے کیونکہ آج تم اپنی بیوی کو ساتھ نہیں لائے۔۔۔ ظالم سماج کے ڈر سے۔۔۔ ارے باپ رے باپ۔۔۔ مذہب کے ٹھیکیداروں کے ڈر سے۔۔۔ اور وہ سب کیا ہوتا ہے۔۔۔ وغیرہ وغیرہ وہی سب کچھ جو رومانی ناولوں میں ہوتا ہے۔۔ وہ سب کچھ کہنے کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے تم سے پریم ہو گیا ہے۔۔۔ آؤ ہم تم بہت دُور بھاگ چلیں۔۔۔ بہت دُور۔۔۔ مثلاً قطب شمالی یا قطب جنوبی یا قطب کی لاٹھ۔۔۔ ہائیں میرے پیٹ میں یہ میٹھا میٹھا درد کیوں ہو رہا ہے۔۔۔ شاید اسی کا نام محبّت ہے۔ کوفتہ۔۔۔ ارے باپ رے باپ بھوک لگی ہے۔۔۔ اور میں اس وقت

کوفتے کھانا پسند کروں گا! فیاض مائی ڈیئر۔۔۔ ہپ۔۔۔ شش شش۔۔۔ خاموش!"

مورنیا زینوں سے اُتر کر کار کی طرف بڑھ رہی تھی! اس کے ساتھ تین مرد بھی تھے!

اگلی کار کے گلی سے نکلتے ہی عمران کی ٹو سیٹر بھی آگے بڑھ گئی۔۔۔ فیاض خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا! ٹو سیٹر اگلی کار کا تعاقب کر رہی تھی! فیاض نے مورنیا کو پہچانا نہیں تھا! کیونکہ اس کے کوٹ کے کالر پر لگے ہوئے سمور کی بلندی اس کے کانوں کے اوپری حصّے تک تھی۔۔۔ اور اس کے سر پر ہیٹ بھی تھا۔ عمران نے بھی محض اندازاً اُسے مورنیا سمجھ لیا تھا! مگر یہ حقیقت تھی کہ اس نے اندازہ کرنے میں غلطی نہیں کی تھی۔

"ہاں پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کیا کہتی ہے؟" عمران نے اچانک پوچھا!

"زہر۔۔۔ اور پیشانی کا زخم۔۔۔ زخم کے اندر چھوٹے چھوٹے سنگریزے ملے ہیں اور اُن میں سے بعض تو ہڈی میں گھُستے چلے گئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے

جیسے وہ سنگریزے کسی پریشر مشین سے پھینکے گئے ہوں۔۔۔ اور نوعیت کے اعتبار سے وہ روش کی سُرخ بجریوں سے مختلف ہیں۔ ہیرے کی طرح کسی بلوریں پتھّر کے سنگریزے سمجھ لو!"

"ہاں تو۔۔۔ میرا خیال غلط نہیں نکلا!"

"تمہارا خیال کبھی غلط نکلا ہے پیارے!" فیاض اس کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

عمران کچھ نہ بولا! وہ بڑی سنجیدگی سے کسی مسئلے پر غور کر رہا تھا! تھوڑی دیر بعد فیاض نے کہا۔ "ہاں۔ ایک دوسری خاص بات۔ جو نوعیت کے اعتبار سے عجیب ہے۔ وہ انگوٹھی اب بہت زیادہ پُراسرار ہو گئی ہے۔"

"کیوں؟ پُراسرار کیوں؟"

"کوٹ کے اندرونی جیب کا استر پھٹا ہوا نہیں تھا۔۔۔ کہیں بھی کوٹ میں کوئی رخنہ موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ انگوٹھی اَپر اور استر کے درمیان پہنچ

سکے! تم خود سوچو کہ ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ انگوٹھی دیدہ دانستہ کوٹ کے اندر رکھوائی گئی تھی!"

"لیکن وہ نکالی کس طرح گئی تھی؟" عمران نے پوچھا۔

"کوٹ کے دامن میں خفیف سا شگاف دے کر!"

"ہاں تو اچھا وہ کوٹ! اسے میرے پاس بھجوا دینا!"

"بھجوا دوں گا۔۔۔ مگر اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے!"

"مقصد بتانے کی فیس مبلغ ساڑھے چار آنے ہوتی ہے!"

"یار عمران! خدا کے لیے مذاق نہ کرو!"

"یہی جملہ اگر تم نے ناک پر انگلی رکھ کر کہا ہوتا تو تمہاری بیوی سیدھی میرے دفتر چلی آتی اور مجھے اس سے کافی فائدہ پہنچتا!"

اگلی کار ہوٹل الاسکا کے سامنے رُک گئی! مورنیا اور اس کے تینوں ساتھی اُتر کر ہوٹل میں چلے گئے اور عمران اپنی گاڑی کافی فاصلہ پر روک کر فیاض کو

وہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ہوٹل کے پورچ میں بل کیپٹن تنہا کھڑا تھا اور وہ اس کے قریب سے گزر کر اندر گئے تھے۔ عمران پورچ میں ہی رُک کر بل کیپٹن سے گپ لڑانے لگا! باتوں ہی باتوں میں اس نے نہ صرف مورنیا کی اس ہوٹل میں رہائش کے متعلّق معلوم کر لیا بلکہ یہ بھی پوچھ لیا کہ وہ اور اس کے ساتھی کن نمبروں کے کمروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں!

مورنیا نے اپنی جائے قیام کے متعلّق کوئی اعلان نہیں کیا تھا! اس لیے معدودے چند لوگ ہی اس کی رہائش گاہ سے واقف تھے! اس نے بل کیپٹن سے یہ بھی معلوم کر لیا کہ وہ کن اوقات میں ہوٹل میں ہوتی ہے!

واپسی پر فیاض نے اس سے پوچھا۔ ”یہ کس عورت کا تعاقب ہو رہا تھا!“

”ایک ایسی عورت کا جس کا شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے اور میں طلاق کے لیے جواز تلاش کر رہا ہوں! سوپر فیاض! تم میرے بزنس کے معاملات میں ٹانگ مت اڑایا کرو۔ سُراغ رسانی میرا پیٹ نہیں بھرتی۔“

۱۳

دوسری صُبح عمران نے ایک پبلک ٹیلیفون بوتھ سے کیپٹن فیاض کو غزالی کے کوٹ کے لیے فون کیا! جواب میں فیاض نے بتایا کہ بہت زیادہ مشغول ہے۔ لیکن کسی نہ کسی طرح ایک گھنٹے کے اندر ہی کوٹ اسے بھجوادے گا۔۔۔!

عمران اپنے فلیٹ میں واپس آکر اس کا انتظار کرنے لگا! لیکن کوٹ سے پہلے لیڈی تنویر پہنچ گئی اس کا چہرہ ستا ہوا تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ساری رات جاگتی رہی ہو!

''یس مائی لیڈی۔'' عمران کرسی سے اُٹھتا ہوا بولا!

”بیٹھو! بیٹھو!“ لیڈی تنویر نے مُضطربانہ انداز میں کہا اور خود بھی ایک کرسی میں گر گئی۔ روشی کچن میں ناشتہ تیّار کر رہی تھی!

”میں تم سے بہت کچھ کہنے آئی تھی مگر اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں! اب میں تم سے ایک کام اور لینا چاہتی ہوں!“

”توبہ توبہ!“ عمران اپنے کان اینٹھ کر منہ پیٹتا ہوا بولا۔ ”آپ کام لینا چاہتی ہیں یا میرا کام تمام کرنا چاہتی ہیں!“

”میری بات تو سنو!“

”سنایئے صاحب!“ عمران بے بسی سے بولا!

”ایک بوگس ڈاکٹر کے متعلّق معلومات فراہم کرنی ہیں جو اسی معاملے میں سر تنویر کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے شاید انہیں غزالی کے دروازے پر دستک دیتے دیکھ لیا تھا۔۔۔!“

عمران نے ایک طویل سانس لی اس کے چہرے پر اطمینان نظر آنے لگا جیسے

کوئی بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہو!

”اچھا تو آپ دونوں ہی یہی چاہتے تھے کہ غزالی یہاں سے چلا جائے!“

”ہاں یہ درست ہے!“لیڈی تنویر نے جواب دیا!

”تو پھر آپ اب تک یہ کیوں ظاہر کرتی رہی تھیں کہ آپ یہ سب کچھ سر تنویر کے علم میں نہیں کر رہی ہیں!“

”ضرورت! اگر میں ایسا نہ کرتی تو تمہیں میرا کام مضحکہ خیز معلوم ہوتا اور تم غزالی کو چھوڑ کر میرے ہی پیچھے پڑ جاتے اور اگر میں یہ نہ کرتی تو پانچ ہزار کی پیش کش مسخرہ پن معلوم ہوتی! میں دراصل اپنے رویّہ سے یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ مجھے غزالی کی طرف سے بلیک میلنگ کا خدشہ ہے لیکن حقیقت یہ نہیں تھی!“

”پھر حقیقت کیا ہے!“

”کچھ بھی ہو! لیکن وہ ایسی نہیں ہے جس کی بناء پر غزالی کی موت میں ہمارا ہاتھ

ہو سکے!“

”آپ نہیں بتانا چاہتیں!“

”میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم اس واقعہ کو بھول جاؤ۔ کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے میرا راز طشت از بام ہو جائے۔۔۔ اور اگر تم اس نقلی ڈاکٹر کو بھی روک سکو تو اس کی اُجرت الگ! وہ بھی معمولی رقم نہ ہو گی۔ سمجھے!“

”سمجھا۔ اگر آپ دونوں یعنی آپ کے ساتھ سر تنویر بھی اس معاملے میں کسی ایک ہی مقصد کے تحت دلچسپی لے رہے ہیں تو میں مطمئن ہوں! لیکن ایک نہ ایک دِن تو آپ کو اپنا راز مجھے بتانا ہی پڑے گا!“

”فضول باتیں چھوڑو۔ اس نقلی ڈاکٹر کے لیے کیا کرو گے!“

”بھلا میں اسے کہاں ڈھونڈتا پھروں گا اور پھر اگر اس کی لاش سے بھی ملاقات ہو گئی تو خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا!“

”عمران۔۔۔ بیٹے۔۔۔ خدا کے لیے مجھ پر رحم کرو۔۔۔!“

”اچھا تو بتایئے۔۔۔ سر تنویر سے کہہ دیجئے گا کہ جیسے ہی ڈاکٹر پھر نظر آئے اُسے پکڑ کر پولیس کہ حوالے کر دیں۔ پھر میں سب کچھ دیکھ لوں گا! آپ۔۔۔ مگر آپ۔۔۔ مجھے سب کچھ بتائیں گی!“

”سر تنویر سے مشورہ لیے بغیر میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔۔۔ ہاں تم اس بوگس ڈاکٹر والے معاملے کے لیے کتنا طلب کرو گے؟“

”کچھ بھی نہیں۔ میں یہ نیک کام مُفت کروں گا!“

”میں تمہارے متعلّق بہت کچھ معلومات فراہم کر چکی ہوں! تم آخر رحمان صاحب کی مرضی کے مطابق زندگی کیوں نہیں بسر کرتے!“

”وہ خود میری مرضی کے مطابق زندگی کیوں نہیں بسر کرتے۔۔۔“ عمران گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا کھڑا ہو گیا اور پھر آہستہ سے بولا۔ ”اب میں اجازت چاہوں گا!“

لیڈی تنویر چلی گئی۔ لیکن اس نے عمران کے اس رویہ پر بہت بُرا سا منہ بنایا

تھا! عمران میز پر طبلہ بجانے لگا! پھر چونک کر روشی کو آواز دی۔

تھوڑی دیر بعد دونوں ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔روشی کچھ اُکھڑی اُکھڑی نظر آ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ برس پڑنے کے لیے کوئی بہانہ تلاش کر رہی ہو!

ناشتے کے دوران ہی میں کیپٹن فیاض کا آدمی غزالی کا کوٹ لے کر آیا اور واپس بھی چلا گیا!

"کاروبار تو اچھا چل رہا ہے!" عمران نے روشی سے کہا تھا اور روشی نے جواب میں زمین و آسمان ایک کر دیے۔ عمران کی شخصیت کا کوئی پہلو ایسا نہیں بچا جس پر روشی نے نکتہ چینی نہ کی ہو۔

"پرواہ نہ کرو!" عمران بڑبڑایا۔ "ایک دِن تم بھی اس کی عادی ہو جاؤ گی۔"

"نہیں میں تنہائی میں پاگل ہو جاؤں گی! تم مجھے اپنے دوستوں سے کیوں نہیں ملاتے!"

ملاؤں گا۔۔۔ ذرا حالات درست ہو جانے دو۔۔۔ اچھا۔۔۔ ہپ۔۔۔ اب میں کام کرنا چاہتا ہوں!"

عمران نے کہا اور غزالی کا کوٹ اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ دامن میں نیچے کی طرف ایک چھوٹا سا شگاف تھا جو غالباً انگوٹھی کے اندر سے نکالنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ بہر حال کوٹ کا اچھی طرح جائزہ لینے پر فیاض کے بیان کی تصدیق ہو گئی۔ فی الحقیقت دوسرا کوئی ایسا سوراخ موجود نہیں تھا جس سے انگوٹھی استر اور اَبر کے درمیان پہنچ سکتی ہو۔۔۔ پھر وہ انگوٹھی اندر کس طرح پہنچی! عمران سوچنے لگا کہ دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ دیدہ دانستہ اَبر اور استر کے درمیان رکھوائی گئی ہو! مگر مقصد۔۔۔؟ کیا خود انگوٹھی کی حفاظت! مگر انگوٹھی فیاض کے بیان کے مطابق زیادہ قیمتی نہیں تھی! اس پر کوئی نگینہ بھی نہیں تھا! نگینہ کی جگہ سطح تھی اور اس پر "غزالی" کندہ تھا! وہ سوچ رہا تھا کہ انگشتری پر نام کندہ کرانا بھی۔۔۔ کم از کم موجودہ دور میں رائج نہیں ہے۔۔۔ پھر مقصد؟

وہ کافی دیر تک خیالات میں ڈوبا رہا۔ پھر اس نے غزالی کے کوٹ کا استر ادھیڑنا شروع کر دیا۔۔۔ دیر ضرور لگی لیکن محنت ضائع نہیں ہوئی۔۔۔ سینے پر بُکرم کی جگہ۔۔۔ ٹریسنگ کلاتھ لگا ہوا دیکھ کر عمران چونکا۔۔۔ اور پھر دوسرے ہی لمحہ میں اس نے ایک طویل سانس لی۔۔۔! ٹریسنگ کلاتھ پر سیاہ رنگ کی تحریر تھی۔

عمران اسے پڑھتا رہا۔۔۔ اور اس کے ہونٹ بھنچتے رہے!

تحریر پڑھ چکنے کے بعد اس نے ٹریسنگ کلاتھ کے ٹکڑے کو بڑی احتیاط سے میز کی دراز میں رکھ دیا اور بائیں طرف کا استر ادھیڑنے لگا۔۔۔ ادھر بھی بُکرم کی بجائے ٹریسنگ کلاتھ ہی نکلا۔ لیکن یہ بالکل سادہ تھا۔۔۔ عمران نے اسے بھی نکال کر دراز میں ڈال دیا!

روشی بیکار بیٹھی تھی۔۔۔ اس نے ایک بار پھر عمران سے اپنی اکتاہٹ کا تذکرہ کیا!

"ہاں واقعی۔" عمران مُسکرا کر بولا۔ "بے کاری آدمی کو بیمار ڈال دیتی ہے!

اچھاتو بیکار مت بیٹھو! اس کوٹ کا استر دوبارہ سی ڈالو!"

"تم نے اِسے ادھیڑا کیوں اور یہ کس کا ہے؟" روشی نے پوچھا! وہ اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھی جب عمران نے اس کا استر اُدھیڑ کر ٹریسنگ کلاتھ نکالا تھا!

"میرا ہی ہے!" عمران نے سنجیدگی سے کہا! "میں ہمیشہ پرانے کوٹ خرید کر پہنتا ہوں۔ اس طرح کئی عدد کوٹ ہو جاتے ہیں اور یہ تو تم جانتی ہی ہو کہ ہر روز کوٹ تبدیل کرنے والے ہمیشہ بڑے آدمی ہوا کرتے ہیں!"

۱۴

اُسی شام کو عمران پھر پلازا میں جا پہنچا۔۔۔! لیکن آج اس کے ساتھ اس کا دوست پروفیسر بھی تھا! وہی جس سے عمران نے سگریٹ کے پیکٹ پر پینسل سے کئے ہوئے دستخط پڑھوائے تھے!

آرکسٹرا کے ٹکٹوں کا انتظام پہلے ہی سے کر لیا گیا تھا۔۔۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھا گیا تھا کہ پچھلی نشستوں کی قطار میں جگہ ملے!

"مگر آج غالباً معرکتہ الآرا رقص نہیں ہو گا!" پروفیسر نے کہا۔ "وہی آگ والا!"

"پرواہ نہیں!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "بس جیسے ہی میں ریڈی کہوں اپنے ہوش و حواس سنبھال لینا۔۔۔ سمجھے؟"

"لیکن آخر اس حرکت سے فائدہ ہی کیا؟ اگر پکڑے گئے تو۔۔۔ تم خود سوچو۔۔۔ میری کتنی بدنامی ہو گی! ایک نہیں میرے درجنوں اسٹوڈنٹ ہال میں موجود ہوں گے!"

"اس صورت میں قطعی یہ نہ ظاہر ہونے پائے گا کہ تم میرے ساتھ ہو! بس پیارے۔۔۔!"

"تم سے پیچھا چھڑالینا آسان کام نہیں ہے!" پروفیسر نے بے بسی سے کہا۔

رقص شروع ہوا۔۔۔ وہ بڑے سکون کے ساتھ لطف اندوز ہوتے رہے۔۔۔ چوتھے سیٹ کا آغاز ہوتے ہی عمران نے پروفیسر کی طرف جھک کر آہستہ سے ریڈی کہا اور پروفیسر سنبھل کر بیٹھ گیا۔ مورنیا اسٹیج پر ایک طربیہ رقص پیش کر رہی تھی! اچانک ایک چمگادڑ اس کے چہرے سے ٹکرائی اور وہ بے تحاشہ چیخ مار کر پس منظر کے پردے پر اُلٹ گئی۔ چمگادڑ پہلے تو نیچے گِری پھر

اسٹیج سے اُڑ کر ٹچک ٹچک کرتی ہوئی ہال کے تاریک گوشوں میں چکر لگانے لگی! پردہ فوراً ہی گرادیا گیا اور سارا ہال تماشائیوں کے شور سے گونجنے لگا۔۔۔

اُدھر پروفیسر عمران سے کہہ رہا تھا!

"تم آدمی ہو یا جادُوگر۔۔۔ تم نے آخر اُسے کس طرح پھینکا کہ مجھے بھی احساس نہ ہو سکا!"

"اسے چھوڑو۔" عمران بولا۔ "یہ بتاؤ کہ وہ کس زبان کے الفاظ تھے!"

"جرمن!" پروفیسر نے کہا۔ "اور اُردُو میں اُن کا مفہوم 'خدا غارت کرے' کے علاوہ اور کسی دوسرے الفاظ میں نہیں ادا ہو سکتا!"

"تمہیں یقین ہے کہ جرمن ہی کے الفاظ تھے!"

"سو فیصدی۔" پروفیسر بولا!

"شکریہ! دوست تمہیں میری وجہ سے خاصی تکلیف اٹھانی پڑی!"

"مگر آخر اس کا مقصد کیا تھا!"

”کچھ نہیں۔ بس ایک تجربہ۔۔۔ اور اب حقیقت مجھ پر واضح ہو گئی ہے کہ ہر آدمی بے خبری اور خوف کی حالت میں ہمیشہ اپنی مادری زبان بولتا ہے۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔ کیا قدرت کے کارخانے ہیں۔۔۔ قربان جائیے۔۔۔!“

”میں اب بھی نہیں سمجھا!“

”یہ بے چاری حقیقتاً جرمن ہے۔ مگر خود کو اطالوی ظاہر کرتی ہے!“

”اوہو! اچھا!“ پروفیسر نے حیرت سے کہا۔ ”تب تو تجربہ واقعی بہت کامیاب رہا۔ میں سمجھا تھا کہ تم پر وہی طالبِ علمی کے زمانے والا لفنگا پن سوار ہو گیا ہے۔۔۔ مگر عمران کیا چکّر ہے۔۔۔ کوئی خاص بات۔۔۔ آہا میں یہ بھول ہی گیا تھا کہ تم آج کل سی بی آئی میں کام کر رہے ہو!“

”کبھی کر رہا تھا۔ اب استعفیٰ دے دیا ہے۔ نہیں، اس تجربے کا تعلّق کسی اہم واقعہ سے نہیں تھا! بس یونہی خیال پیدا ہوا تھا کیوں کہ اِس عورت کے خدوخال اطالویوں جیسے نہیں ہیں۔ لہٰذا میں نے کہا یہ تجربہ بھی ہو جائے۔“

"مگر پھر آخر اس نے یہ ڈھونگ کیوں رچایا ہے؟" پروفیسر کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"یہ بھی کوئی خاص بات نہیں!" عمران نے لاپروائی سے کہا۔ "جنگِ عظیم کے بعد سے یورپ میں جرمنوں کی طرف سے عام بیزاری پائی جاتی ہے۔۔۔ لہٰذا خود کو جرمن ظاہر کر کے وہ اتنی زیادہ مقبول نہ ہو سکتی تھی!"

پروفیسر کچھ نہ بولا۔۔۔ عمران نے بڑی خوبصورت سے بات بنائی تھی!

۱۵

ہوٹل الاسکا میں ایک ہفتہ قبل بُکنگ کرائے بغیر کمرہ حاصل کرلینا آسان کام نہیں تھا لیکن عمران کو اس کے بے تکلّف احباب بھُوت بھی کہتے تھے، لہٰذا وہ بھُوت ہی ٹھہرا۔ اس نے ایک چھوڑ دو کمرے حاصل کئے۔ ایک اپنے لیے اور ایک روشی کے لیے! اور اُسی کاریڈور میں حاصل کئے جس میں مورنیا سلانیو اور اُس کے ساتھیوں کے کمرے تھے!

روشی اب اسکرٹ کی بجائے فراک اور شلوار میں رہتی تھی! کبھی کبھی جمپر اور غرارے میں بھی نظر آجاتی تھی! اُسے مشرقی لباس بہت پسند تھے اور

محض مشرق اور مغرب کے اس امتزاج کی بناء پر مورنیا کی پارٹی کے مرد اُس میں بہت زیادہ دلچسپی لینے لگے تھے۔ جب روشی ان میں متعارف ہو گئی تھی تو عمران کیسے نہ ہوتا۔۔۔ اس نے بہت جلد اُن پر اپنی حماقت کا سِکّہ جما لیا! خاص طور پر مورنیا کے لیے تو وہ ایک ایسا لطیفہ تھا جس کے بغیر کھانے کی میز پر بے رونقی ہی رہتی تھی۔

دوسری طرف اُس کی پارٹی کے مردوں کا خیال تھا کہ اگر انہیں ایسے ہی دو چار بے وقوف قسم کے شوہر اور مل گئے تو اُن کا وقت کافی دلچسپیوں میں گزرے گا۔ بہر حال عمران اُن لوگوں کو بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ مورنیا اپنے ساتھیوں پر حکم چلاتی تھی۔ بالکل اُسی انداز میں جیسے وہ اس کے ملازم ہوں اور اُن سے ہمیشہ انگریزی میں گفتگو کرتی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سب مجموعی حیثیت سے انگریزی کے علاوہ کوئی زبان نہیں سمجھ سکتے تھے! آرٹا مونوف پر عمران نے خاص طور پر نظر رکھی تھی! یہ ایک طویل القامت اور قوی الجثہ آدمی تھا۔ اس لیے چہرے کے دوسرے خدوخال کی

مناسبت سے ٹھوڑی بہت زیادہ بھاری تھی۔ اس لیے چہرہ بے ڈول سا معلوم ہوتا تھا۔ چلنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ ہلکی سی لنگڑاہٹ کا شُبہ ہوتا تھا حالانکہ وہ حقیقتاً لنگڑاہٹ نہیں تھی!

آج عمران پھر مورنیا کی بے خبری میں اُس کا تعاقب کر رہا تھا۔ وہ اپنے سارے ساتھیوں سمیت ایک بڑی سی اسٹیشن ویگن میں سفر کر رہی تھی اور ایک مقامی آدمی بھی ان کے ساتھ تھا۔۔۔ رات کے دس بجے تھے اور وہ پلازا کے پروگرام ختم کر کے واپس ہوئی تھی مگر اسٹیشن ویگن اُن راستوں پر نہیں چل رہی تھی جو ہوٹل الاسکا کی طرف جاتے تھے۔

عمران کی ٹو سیٹر تعاقب کرتی رہی! عمران تنہا ہی تھا۔۔۔

پھر اسٹیشن ویگن ایک ایسی بستی میں داخل ہوئی جہاں زیادہ تر اُونچے طبقے کے لوگ آباد تھے۔۔۔ اور یہاں دُور دُور تک شاندار عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں۔۔۔ لیکن آبادی گھنی نہیں تھی۔۔۔ ہر عمارت الگ حیثیت رکھتی تھی اور ایک دوسرے کے درمیان میں کچھ نہ کچھ فاصلہ ضرور تھا۔۔۔ بستی کے

باہر دو اطراف میں جنگلوں اور کھیتوں کے سلسلے تھے۔

اسٹیشن ویگن ایک عمارت کے سامنے رُک گئی۔ عمران آج بہت زیادہ احتیاط برت رہا تھا۔۔۔ اس نے اپنی کار کی ہیڈ لائٹس پہلے سے بجھا رکھی تھیں۔

دو تین آدمی اسٹیشن ویگن سے اُترے اور پھر سب ہی نیچے آ گئے! وہ گاڑی سے کوئی بہت وزنی چیز اتارنے کی کوشش کر رہے تھے اور اُسے نیچے اتارنے میں تاخیر کا سبب عمران کی سمجھ میں نہ آ سکا جب کہ بیک وقت کئی آدمی کوشش کر رہے تھے! آخر تھوڑی ہی دیر بعد حقیقت واضح ہو گئی۔ انہوں نے ایک بہت بڑا گٹھڑ ا اُتارا۔۔۔ لیکن انہیں اُسے پھر زمین پر ڈال دینا پڑا اور دو تین آدمی اُسے دبائے رہے۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی جاندار چیز ہو اور انہیں اس بات کا خدشہ ہو کہ اگر وہ اسے دبائے نہ رہے تو وہ ان کے قبضے سے نکل جائے گی۔

بدقّت تمام وہ اُسے اٹھا کر سامنے والی عمارت میں چلے گئے۔

عمران نے مُضطربانہ انداز میں اپنے شانوں کو جنبش دی۔۔۔!

چند لمحے اسی جگہ کھڑا رہا۔۔۔ پھر بڑی تیزی سے ایک سمت چلنے لگا! اسے یاد آ گیا تھا کہ اس بستی میں ایک سرکاری ہسپتال تھا جہاں پبلک کے استعمال کے لیے ٹیلیفون بوتھ بھی بنا ہوا ہے!

اس نے بوتھ میں داخل ہو کر بڑی تیزی سے کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائل کئے۔۔۔ اسے یقین تھا کہ وہ اس وقت گھر پر ہی ہو گا کیونکہ اس کی بیوی ان دِنوں بیمار تھی۔

"ہیلو! فیاض۔۔۔! میں عمران بول رہا ہوں۔۔۔ روپ نگر سے۔۔۔ ہاں۔۔۔ اور میں ثریا لان میں غیر قانونی طور پر داخل ہونے جا رہا ہوں! اگر تم چاہو تو تمہیں ایک گھنٹے بعد وہاں میری لاش تیّار ملے گی۔۔۔ ہپ اگر اس سے پہلے پہنچ گئے تو ہو سکتا ہے کہ غزالی کے قاتلوں کا دیدار کر سکو!"

"سمجھ گئے نا۔۔۔ ہاں!۔۔۔ بس۔۔۔ ختم!"

عمران ریسیور رکھ کر پھر باہر آ گیا اور بہت تیزی سے اپنی کار کی طرف واپس جا رہا تھا!

کار کے قریب پہنچ کر اس نے اس کی اسٹپنی کھولی اور اندر ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا۔۔۔ اس اسٹپنی میں دنیا بھر کی بلائیں بھری رہتی تھیں اور عمران اسے ہمیشہ مقفّل رکھتا تھا۔۔۔

۱۶

مورنیا سلانیو اس وقت عورت نہیں معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ اور نہ اس کے خدوخال میں نسوانیت کا شائبہ رہ گیا تھا۔۔۔ وہ اس دیسی آدمی کو بھوکی شیرنی کی طرح گھور رہی تھی جو اس کے سامنے ایک کرسی میں رسّی سے جکڑا بیٹھا تھا۔۔۔ اس کے علاوہ ایک دیسی آدمی اور بھی تھا۔۔۔ لیکن وہ مورنیا کے آدمیوں کے ساتھ تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا بے تعلقانہ انداز میں سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہا تھا۔۔۔

"بتاؤ!" مورنیا گرجی۔ "ہڑتال کیوں ناکامیاب ہوئی تھی۔"

"میں نہیں جانتا!" کرسی میں بندھے ہوئے آدمی نے جواب دیا۔

"آرٹا مونوف۔۔۔!" مورنیا نے آرٹا مونوف کی طرف دیکھے بغیر اُسے مخاطب کیا!

"ہاں مادام!"

"اس کے بازوؤں پر خنجر کی نوک سے انقلاب لکھو!"

آرٹا مونوف جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر دیسی کی طرف بڑھا اور دیسی ہذیانی انداز میں چیخنے لگا۔ "تم مجھے خوف زدہ نہیں کر سکتے۔۔۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔۔۔"

آرٹا مونوف نے چاقو کی نوک اس کے بازو میں اُتاری۔۔۔ دیسی نے اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔

اب وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔۔ بالکل بے حس و حرکت۔۔۔ صرف اس کی آنکھوں سے تکلیف کے احساس کا اظہار ہو رہا تھا۔۔۔

"بس اب ہٹ جاؤ!" مورنیا بولی۔۔۔

آرٹامونوف نے چاقو ہٹا لیا۔۔۔ دیسی کی آستینوں سے خون کی بُوندیں ٹپک رہی تھیں!

"اب بتاؤ۔" مورنیا نے اُسے مخاطب کیا!

"ہاں۔۔۔ اب میں ضرور بتاؤں گا۔۔۔ سنو!" دیسی دانت پیس کر بولا۔ "میں تمہارے ساتھ تھا۔ میں اپنی زندگی سے کھیلا ہوں۔۔۔ میں نے تمہارے لیے کیا نہیں کیا۔۔۔ لیکن اب تمہاری پول کھل چکی ہے۔۔۔ تمہاری تنظیم کا دعویٰ ہے کہ ساری دنیا کے آدمیوں کی یہی خواہش ہے۔ لیکن یہ دعویٰ ایک کھلا ہوا جھوٹ ہے۔۔۔ تمہاری تنظیم ساری دنیا میں ایک مخصوص قسم کا انقلاب لانا چاہتی ہے۔ محض اس لیے کہ دنیا کے کسی گوشے میں اس کے مخالف نہ رہ جائیں۔۔۔ اور وہ ملک ساری دنیا پر اپنی چودھراہٹ قائم کرے جو اس تنظیم کا مرکز ہے!"

"آرٹامونوف!" مورنیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ "اس کی ران پر انقلاب

لکھو!"

آرٹامونوف نے اس کی رانوں پر چاقو کی نوک سے وہی عمل شروع کر دیا۔

دیسی اپنا نِچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے پتھّر کے بُت کی طرح مورنیا کو گھور رہا تھا!

"اب کیا کہتے ہو؟" مورنیا نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں تم پر تھوکتا ہوں!" دیسی نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "تم سچ مچ جہنّم کی رقاصہ ہو!"

"آرٹامونوف! اس کے داہنے کان کا نِچلا حصّہ کاٹ دو!" مورنیا نے اتنے پُر سکون انداز میں کہا جیسے وہ اسے انعام دِلوا رہی ہو۔

آرٹامونوف نے اُس کے داہنے کان کی لَو اُڑا دی۔ دیسی اپنی چیخ کسی طرح نہ روک سکا۔

مورنیا خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے آرٹامونوف کو الگ ہٹ

جانے کا اشارہ کیا! دیسی کے کان سے خون کی دھار نکل کر گردن پر پھیل رہی تھی!

"تم اپنی زندگی سے کیوں بیزار ہو!" اس نے دیسی سے کہا جو دُور کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔

"بھائی!" زخمی کراہا "خدا تمہیں عقل دے۔۔۔ ایک دِن تمہارا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔۔۔ مگر اس وقت چاقو تمہارے اپنے ہی کسی بھائی کے ہاتھ میں ہو گا۔۔۔ ملک و قوم سے غدّاری کرنے والے کا یہی انجام ہونا چاہیے۔۔۔ اور میں تو خوش ہوں کہ مجھے انہیں لوگوں کے ہاتھوں سزا مل رہی ہے۔ جنہوں نے مجھے بہکایا تھا!"

"خاموش رہو!" مورنیا چیخی۔ "تمہاری ہڈیوں پر سے ایک ایک بوٹی کر کے گوشت اُتارا جائے گا!"

"یہ بھی کر کے دیکھ لو۔۔۔ لیکن تمہیں ہڑتال کی ناکامی کے اسباب نہیں معلوم ہو سکیں گے۔ تم مجھے مار ڈالو تب بھی۔۔۔۔"

”آرٹامونوف۔۔۔دوسرے کان کی لَو بھی اُڑا دو!“

اس بار دیسی کے منہ سے ایک طویل چیخ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گیا!

”موسیو! ارشاد۔۔۔!“ مورنیا نے دوسرے دیسی کو مخاطب کیا!

”ہاں۔۔۔مادام!“

”اب کیا صورت اختیار کی جائے؟“

”کوئی بھی نہیں۔۔۔وہ ہرگز نہیں بتائے گا!“

”خیر۔۔۔پرواہ نہیں!“ مورنیا نے لاپروائی سے کہا۔ ”آرٹامونوف! اِسے ختم ہی کر دو!“

آرٹامونوف۔۔۔بے ہوش آدمی کی طرف پھِر بڑھا۔

”ٹھہرو!“ ارشاد چیخا۔۔۔اس کے داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ اُچھل کر دُور جا کھڑا ہوا تھا!

”کیا مطلب؟“ آرٹامونوف پلٹ کر غرّایا۔

”تم سب اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھا لو۔۔۔ اس سے پہلے میں مروں گا میں نے تمہارے انقلاب کی تصویر دیکھ لی۔۔۔ اور اب میں بھی اِس پر لعنت بھیجتا ہوں۔۔۔ کاش میں اس کی جگہ ہوتا!“

”موسیو! ارشاد تم پاگل ہوگئے ہو!“ مورنیا نے مُسکرا کر کہا۔

”نہیں اب ہوش میں آیا ہوں! پاگل تو پہلے تھا۔۔۔ بہتری اسی میں ہے کہ اِسے کھول دو اور میں اسے یہاں سے لے جاؤں۔ کیونکہ میری ہی بدولت یہ تمہاری گرفت میں آیا تھا!“

”آرٹا مونوف! موسیو ارشاد کا کہنا مانو!“ مورنیا نے نرم لہجے میں کہا۔ آرٹا مونوف جھُک کر رسّی کی گرہیں کھولنے لگا۔۔۔

یہ ایک نفسیاتی لمحہ تھا۔۔۔ ارشاد کی تمام تر توجّہ آرٹا مونوف کی طرف تھی اور وہ اس لمحہ یہ بھول گیا تھا کہ وہاں کئی دوسرے آدمی بھی ہیں۔ اچانک مورنیا کے ساتھیوں میں سے ایک نے ارشاد پر چھلانگ لگائی۔ ایک فائر ہوا اور سامنے والی دیوار کا بہت سا پلاسٹر اُدھڑ کر فرش پر آ رہا! ریوالور ارشاد کے

ہاتھ سے نکل کر کئی فٹ اُونچا اُچھل گیا۔۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ پڑے تھے! ارشاد اس غیر ملکی سے زیادہ طاقتور نہیں معلوم ہوتا تھا!

"نخیلووف! گلا گھونٹ دو اِس کا!" مورنیا نے قہقہہ لگایا۔

لیکن اچانک خود اُس کے حلق سے پھنسی ہوئی آوازیں نکلنے لگیں۔۔۔ کیونکہ اُس کی گردن میں دیکھنے والوں کو ایک پھندا پڑا ہوا نظر آیا۔۔۔ رسّی کا دوسرا سِرا روشن دان تک پہنچ کر غائب ہو گیا تھا۔ وہ بوکھلا کر اُس کی طرف دوڑے حتّٰی کہ وہ آدمی بھی اُچھل کر الگ ہٹ گیا جو ارشاد سے گُتھا ہوا تھا۔ مورنیا کے پیر زمین سے تقریباً ایک بالشت اُونچے تھے اور اُس نے دونوں ہاتھوں سے رسّی پکڑ رکھی تھی ورنہ اُس کی گردن کب کی ٹوٹ چکی ہوتی۔۔۔ گردن پر پھندے کا زور نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔ وہ اسی طرح لٹکی ہوئی ہسٹیریائی انداز میں چیختی رہی!

۱۷

عمران نے رسّی کا دوسرا سِرا اُوپری منزل کے ایک ستون کے گِرد لپیٹ کر گرہ لگا دی تھی۔ عمارت میں اُن لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔۔۔ اور اس نے یہ حرکت محض اس لیے کی تھی کہ وہ انہیں اس چکّر میں پھنسا کر نہایت اطمینان سے اُن کے باہر نکلنے کے سارے راستے مسدود کر دے!

اور در حقیقت ہوا بھی یہی۔ وہ سب مور نیا کو پھندے سے نجات دلانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور عمران نے نیچے اُتر کر اُس کمرے کے سارے دروازوں کو باہر سے بند کرنا شروع کر دیا۔ اندر والوں کو اس کی خبر بھی نہ ہو

سکی۔ اب ایسی صورت میں عمران اُن سے تنہا بھی نپٹ سکتا تھا۔ لیکن اس نے اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کی۔۔۔ اگر وہ اب بھی محکمہ سُراغ رسانی سے باقاعدہ طور پر منسلک ہوتا تو شاید کچھ نہ کچھ کر بھی گزرا ہوتا۔ اب تو اُسے بہر حال کیپٹن فیاض کی آمد کا منتظر رہنا تھا۔

۱۸

”او گدھے۔۔۔ آرٹامونوف!“ مورنیا چیخی۔ ”رسّی کو کاٹتا کیوں نہیں!“

”او۔۔۔ ہاں۔۔۔ ٹھیک!“ آرٹا مونوف اس طرح اُچھل پڑا جیسے ابھی تک سوتا رہاہو۔ دوسرے لمحے میں وہ ایک کرسی پر کھڑا ہو کر رسّی کاٹ رہا تھا!

ارشاد کے ہاتھ سے نکلا ہوا ریوالور اب بھی فرش پر پڑا ہوا تھا۔ وہ کھسکتا ہوا اُس تک پہنچ گیا!

ابھی رسّی نہیں کٹی تھی کہ ایک فائر ہوا۔۔۔ اور آرٹا مونوف کرسی سے اُچھل کر نیچے فرش پر آپڑا۔۔۔ جھٹکا جو لگا تو آدھی کٹی ہوئی رسّی ٹوٹ گئی اور اُس چیز

نے مورنیا کی جان بچائی ورنہ دوسری گولی اُس کے سینے میں پیوست ہوتی۔۔۔ وہ بھی آرٹا مونوف ہی کے قریب گری۔۔۔ لیکن آرٹا مونوف پھر نہیں اُٹھ سکا۔ وہ دم توڑ رہا تھا کیوں کہ گولی اُس کی پیشانی میں لگی تھی۔

ارشاد کا قہقہہ بڑا خوفناک تھا لیکن اس نے تیسرا فائر نہیں کیا۔

اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر کسی کی ہمّت نہ پڑی کہ وہ آگے بڑھتا۔ ارشاد دروازے کے قریب دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اُس کی آنکھیں سُرخ تھیں اور دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کچھ سجھائی نہ دے رہا ہو۔

کٹی ہوئی رسّی کا پھندا اب بھی مورنیا کی گردن میں تھا۔۔۔ اور شاید اب اُسے اِس کا احساس ہی نہیں رہ گیا تھا اُس کی آنکھوں میں اس وقت بڑی خوفناک قسم کی چمک نظر آرہی تھی!

"کُتیّا سُنو!" اچانک ارشاد غرّایا۔ "یہاں اِس ملک میں تمہارے ناپاک ارادے کبھی شرمندۂ تکمیل نہیں ہوسکیں گے۔ یہاں کی فضا میں ایسا معاشرہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا جو خدا کے وجود سے خالی ہو اور اب تم بھی جاؤ۔۔۔"

ارشاد نے جواب دیا لیکن مورنیا اُس سے پہلے ہی زمین پر گِر چُکی تھی۔ اس کی چیخ نے ارشاد کو دھوکے میں ڈال دیا۔ وہ نہیں دیکھ سکا کہ وہ فرش پر گِر کر مُردہ آرٹامونوف کی جیبیں ٹٹول رہی ہے۔

"اور تم سب!" ارشاد نے مورنیا کے دوسرے ساتھیوں سے کہا۔ "اپنے ہاتھ اُوپر اٹھائے رکھو۔ یہ نہ سمجھنا کہ اس ریوالور میں اب صرف دو ہی گولیاں رہ گئی ہیں۔ میری جیب میں ابھی ایک اور ریوالور ہے۔۔۔ یہ دیکھو۔؛ اس نے دوسرا ریوالور جیب سے نکال کر انہیں دکھایا۔"

مورنیا نے مردہ آرٹامونوف کی جیب سے ایک عجیب وضع کی چیز نکالی تھی۔ اس نے لیٹے ہی لیٹے اُس کا رُخ ارشاد کی طرف کر دیا۔

۱۹

عمران سارے دروازوں کی مضبوطی کے متعلّق اطمینان کر کے صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔ وہ بہت بے صبری سے کیپٹن فیاض کا انتظار کر رہا تھا!

وہ ابھی صدر دروازے تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اس نے فائروں کی آوازیں سُنیں۔۔۔ اور وہ اندر کے کسی حصّے سے آتی معلوم ہوتی تھیں!

وہ اُلٹے پاؤں واپس ہوا۔۔۔ کچھ دور یونہی چلتا رہا پھر دوڑنے لگا۔ اب اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔ اسے پہلے ہی ان دونوں دیسیوں کا انتظام کر لینا

چاہیے تھا۔ اس بار کے دونوں فائروں کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں ختم کر دیے گئے۔ پھر جیسے ہی وہ اُس کمرے کے دروازے تک پہنچا اُس نے تیسرے فائر کی آواز سُنی اور ساتھ ہی مورنیا کی چیخ سنائی دی!

دوسرے ہی لمحہ میں اس کی آنکھ دروازے کی جھری سے جا لگی۔

سامنے سات آٹھ آدمی اپنے ہاتھ اُوپر اٹھائے کھڑے تھے۔۔۔ آرٹا مونوف کی لاش بھی دکھائی دی جس کے سر کے گرد بہت سا خون فرش پر پھیلا ہوا تھا۔۔۔ اور اُس نے مورنیا کو اس کی جیب سے کوئی چیز نکالتے دیکھا۔ ارشاد اُسے نہیں دکھائی دیا کیونکہ وہ اُسی دروازے کے قریب دیوار سے ملا ہوا بیٹھا تھا۔ بے ہوش دیسی اب بھی کرسی میں جکڑا ہوا تھا! عمران نے اندازہ کر لیا کہ دوسرا دیسی یقیناً زندہ ہے اور اُسی نے سامنے والے آدمیوں کے ہاتھ اُٹھوا رکھے ہیں۔

لیکن اس کی توقع کے خلاف مورنیا نے اُس کی جیب سے سیاہ رنگ کا ایک چپٹا سا ڈبّہ نکالا جس کی لمبائی چھ انچ سے زیادہ نہ رہی ہو گی اور چوڑائی زیادہ سے

زیادہ تین چار انچ۔ پھر اُس نے اُس کا ایک سِرا دروازے کی طرف گھماتے دیکھا۔

دفعتاً ایک خیال بجلی کی سی سُرعت کے ساتھ اُس کے ذہن میں آیا اور وہ بے اختیار چیخنے لگا۔ ”روشی۔۔۔ روشی ڈارلنگ۔۔۔ تم کہاں ہو۔۔۔ یہ آرٹا مونوف کتّا تمہیں کہاں لے گیا!“

۲۰

مور نیا نے عمران کی آواز سُنی اور ڈبّہ اُس کے ہاتھ سے گر گیا۔ ارشاد بھی اُس کی آواز پر چونک پڑا تھا۔ اب اُسے اس کا بھی احساس ہوا کہ مور نیا زندہ ہے اور اُس نے اس سیاہ سی چیز کی بھی ایک جھلک دیکھی جو مور نیا کے ہاتھ سے گری۔ وہ بھی اُسے ریوالور سمجھا۔

"کھڑی ہو جاؤ مور نیا! ورنہ گولی مار دوں گا!" ارشاد چیخا۔۔۔

مور نیا بو کھلا کر کھڑی ہو گئی۔ ڈبّہ آرٹا مونوف کی لاش پر پڑا ہوا تھا۔

"اپنے ساتھیوں کے ہاتھ اُن کے رومالوں اور ٹائیوں سے باندھ دو!" ارشاد

بولا اور پھر اس نے ریوالور کا رُخ دروازے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ ”تم جو کوئی بھی ہو باہر ہی ٹھہرو! اگر اندر آئے تو موت ہو جائے گی!“

”میں اپنی بیوی کی تلاش میں ہوں!“ عمران نے رو دینے کے لہجے میں انگریزی میں کہا۔ ”یہ لوگ اُسے بہکا کر یہاں لائے ہیں!“

پھر اُردُو میں بولا۔ ”شاباش گھبرانا نہیں! میں سی آئی ڈی کا آدمی ہوں۔۔۔ ہو سکے تو وہ ڈبّہ۔۔۔ مگر نہیں اس پر صرف نظر رکھو! کوئی اٹھانے نہ پائے۔۔۔ اور اپنا ریوالور ہٹالو!“

”میں کیسے یقین کرلوں!“ دھیمی آواز میں جواب ملا۔ مورنیا کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح ارشاد کو گھور رہی تھی۔

ارشاد نے دوسرے ریوالور کا دستہ مار کر چٹخنی گِرادی اور عمران اس طرح اندر گھُستا چلا گیا جیسے غیر متوقع طور پر دروازہ کھلنے کی بناء پر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پھر وہ آرٹا مونوف کی لاش پر گِر پڑا۔۔۔ اس پر سے اُٹھا تو ڈبّہ اس کی جیب میں داخل ہو چکا تھا۔

"کیا تم سب کیچوے ہو گئے ہو!" دفعتاً مورنیا نے اپنے آدمیوں کو للکارا۔۔۔
اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اُن سب کی بے ہوشی رفع ہو گئی ہو۔

دو فائر ہوئے۔ لیکن وہ آندھی کی طرح ارشاد پر گرے تھے۔ ارشاد کے فائر خالی گئے تھے۔ عمران نے مورنیا کی گردن میں لٹکی ہوئی رسّی کو پکڑ کر جھٹکا دیا اور وہ اس پر آگری۔ عمران اُسے اُس کے ساتھیوں کی طرف گھماتا ہوا چیخا!
"ہٹ جاؤ۔ الگ ہٹ جاؤ ورنہ میں اِسے مار ڈالوں گا!"

انہوں نے اُس کی طرف دیکھا مگر پرواہ نہ کی! ارشاد نے پھر فائر کیا! ایک زخمی ہو کر گرا۔۔۔ لیکن کب تک۔۔۔ انہوں نے اُسے جلد ہی بے بس کر کے دونوں ریوالور اپنے قبضے میں کر لیے۔۔۔

دو ریوالوروں کی نالیں عمران کی طرف اُٹھی ہوئی تھیں اور وہ مورنیا کی گردن دبوچے ہوئے کہہ رہا تھا! "فائر کرو! اس طرح پہلے یہ مرے گی بعد کو میری باری آئے گی۔۔۔ ریوالور خالی کر کے میری طرف پھینک دو! ورنہ میں اس کا گلا گھونٹتا ہوں!"

عمران مورنیا سمیت پیچھے کی طرف کھسکتا ہوا دیوار سے آلگا تھا اور اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ اگر وہ اس پر فائر کریں گے تو پہلے مورنیا ہی شکار ہو گی!

تم بالکل گدھے ہو!" ارشاد اُردُو میں بڑبڑا رہا تھا۔ "سارا کھیل بگاڑ دیا۔"

"اگر میں کھیل نہ بگاڑتا تو تمہارا کھیل کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا!"

اچانک بے شمار دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں عمارت میں گونجنے لگیں۔ پھر وہ لوگ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ مسلح پولیس کے سپاہی اس کمرے میں گھُس پڑے۔ دو تین فائر پھر کمرے میں گونجے لیکن آنے والے تعداد میں اُن غیر ملکیوں سے کہیں زیادہ تھے۔ دو کانسٹیبل زخمی ضرور ہو گئے لیکن مجرموں میں سے ایک بھی بچ کر نہ نکل سکا۔

پھر وہ عمران کی طرف متوجّہ ہوئے اور عمران زور سے چیخا! "اے خبر دار اِدھر پردہ ہے۔"

۲۱

ابھی چار بجے تھے کہ عمران کی آنکھ کھل گئی۔ کوئی بڑی شدّ و مد کے ساتھ فلیٹ کا دروازہ پیٹ رہا تھا۔ عمران کی للکار پر جو آواز آئی وہ کیپٹن فیاض کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔

"کس مصیبت میں پھنسا دیا تم نے!" فیاض نے جھلّائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں! کیا ہوا۔۔۔؟"

"وہ آدمی جس کا نام تم نے ارشاد بتایا تھا۔۔۔وہ تو پاگل ہے۔ پچھلے سال پاگل خانے میں بھی رہ چکا ہے۔ کئی پولیس آفیسروں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ وہ

اب بھی پاگل ہے اور دِن رات سڑکوں پر مارا مارا پھِرتا ہے!"

"اچھا دوسرا زخمی آدمی!" عمران نے پوچھا۔

"وہ تو واپسی پر راستے ہی میں مر گیا! مورنیا کہتی ہے کہ ارشاد نے خود کو ایشیائی رقصوں کا ماہر بتا کر اُس کی پارٹی کو اس عمارت میں مدعو کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے ایشیا کے چند قدیم رقصوں کے متعلّق بتائے گا! اس کا بیان ہے کہ جب وہ کمرے میں پہنچی تو اُسے اور اپس کے ساتھیوں کو ایک بے ہوش زخمی آدمی کرسی میں بندھا ہوا دکھائی دیا! پھر ارشاد نے اپن سب سے کہا کہ اگر انہوں نے اُس کی مرضی کے خلاف کیا تو اُن کا بھی اسی آدمی کا سا حشر ہو گا۔ اس نے انہیں دھمکانے کے لیے دو ریوالور نکال لیے تھے۔ پھر مورنیا سے دوسرے کمرے میں تنہا چلنے کے لیے کہا۔ اس پر اُس کے ساتھیوں کو غصّہ آ گیا۔ ہنگامہ ہوا اور اُس کے دو ساتھی ارشاد کی گولیوں کا نشانہ بن گئے اور پولیس پر بھی اُسی نے گولی چلائی تھی!"

"اور تم اتنے ہی میں بور ہو گئے!" عمران جمائی لے کر بھرّائی ہوئی آواز میں

بولا۔

”کیا تمہارے پاس اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت ہے!“

”ہاں مورنیا ایک ایسے ملک کی جاسوسہ ہے جو ساری دنیا پر اپنا تسلّط چاہتا ہے!“

”ثابت کر سکو گے۔۔۔!“

”کیوں نہیں۔۔۔ غزالی جنوبی افریقہ کی سیکرٹ سروس کا آدمی تھا۔“ عمران نے کہا اور میز کی دراز سے ٹریسنگ کلاتھ کا وہ ٹکڑا نکال کر فیاض کے سامنے ڈال دیا جو غزالی کے کوٹ کے اندر سے نکلا تھا۔ فیاض اسے دیکھنے لگا۔

اس انگوٹھی کا مطلب یہی تھا کہ ضرورت پڑنے پر کوٹ ادھیڑ ڈالا جائے۔ دیکھو اِس تحریر کے نیچے اُس محکمے کی سرکاری مہر بھی موجود ہے جس سے غزالی کا تعلّق تھا اور تم وہاں کی حکومت سے اس کی تصدیق بہ آسانی کر سکتے ہو۔ خود غزالی کو اس بات کا خدشہ تھا کہ مورنیا کے تعاقب کے سلسلے میں وہ اپنی زندگی بھی کھو سکتا ہے اس لیے اُس نے یہ تحریر اپنے کوٹ میں اس طرح

چھپا رکھی تھی اور اپس کے مرنے بعد وہ انگوٹھی ہی اس تحریر تک دوسروں کی رسائی کر سکتی تھی۔ پوری تحریر پڑھو، خود ہی واضح ہو جائے گا! غزالی عرصے سے اُس کے تعاقب میں رہا ہے۔ وہ اس بات پر بھی شُبہ کرتا ہے کہ مورنیا نسلاً اطالوی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ خواہ میری زندگی ہی کیوں نہ ختم ہو جائے میں مورنیا کے خلاف ٹھوس قسم کے ثبوت مہیّا کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ وہ ایک ایسے ملک کی جاسوسہ ہے جو ایک مخصوص قسم کے انقلاب کے ذریعہ ساری دنیا پر اپنے تسلّط کے خواب دیکھ رہا ہے! مورنیا ساری دنیا میں اپنے فن کا مظاہرہ کرتی پھرتی ہے! حالانکہ اِس سیّاحی کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ ساری دنیا میں اپنے ایجنٹ بناتی پھرے! اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ غزالی نے بھی مورنیا کے ساتھ کئی ملکوں کی سیاحت کی ہے اور پیارے فیاض۔۔۔ اور کیا کیا بتاؤں! میں تو اس کیس میں محض مکھیاں مار تا رہا ہوں۔ یہ دراصل غزالی اور ارشاد کا کیس ہے۔ اس شہید کا کیس ہے جس کے جسم سے اس کی زندگی ہی میں کافی خون نکال لیا گیا تھا۔“

عمران نے ارشاد اور اُس کے ساتھی کا واقعہ دہراتے ہوئے پوچھا۔ ”ارشاد کہاں ہے؟“

”حوالات میں! حالانکہ وہ چیخ رہا تھا کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ وہ بہت اہم رازوں کا انکشاف کرے گا۔ مگر ایس پی نے اسے حوالات میں ڈلوا دیا! مورنیا! اس وقت بھی ایس پی کے دفتر میں موجود ہے اور وہ اس کی دل جوئی کر رہا ہے!“

”ارشاد بہت کچھ بتائے گا! وہ اس قابل ہے کہ اس کی پرستش کی جائے فیاض۔ وہ ان سے بہتر ہے جو خود کو ملک و قوم کا محب کہنے کے باوجود بھی اُن کے لیے کچھ نہیں کر سکتے!“

"اور کوئی ثبوت عمران۔۔۔ جلدی کرو پیارے۔ وقت کم ہے! ایس پی مجھ پر قہقہہ لگا رہا ہو گا!“

”اور وہ سنگ ریزے!“ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ”جو پیشانی میں چُبھے ہوئے تھے۔ اُن کے پھینکنے کا طریقہ ایک دلچسپ ایجاد ہے!“

عمران دیوار کی طرف بڑھا جہاں اس کا کوٹ ہینگر سے لٹکا ہوا تھا۔ پھر جیب سے وہ سیاہ رنگ کا چپٹا سا ڈبہ نکال کر فیاض کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ ''یہ ایک چھوٹی سی پریشر مشین ہے۔ اِدھر آؤ تمہیں دکھاؤں!''

عمران نے ڈبّے کو میز پر رکھ کر اُسے کھول ڈالا۔ ''یہ دیکھو۔ اس بٹن کو دبانے سے ایک چھوٹا سا ٹریگر باہر نکل آتا ہے اور یہ دیکھو یہ وہ چھوٹی چھوٹی بیڑیاں۔۔۔ ٹریگر دباتے ہی یہ بیڑیاں مشین سے کنکٹ ہو جاتی ہیں۔ مشین چل پڑتی ہے۔۔۔ اور اس سوراخ سے سنگریزوں کی بوچھاڑ نکلنے لگتی ہے یہ خانہ دیکھو۔ اس میں ان زہریلے سنگریزوں کی خاصی مقدار موجود ہے۔۔۔''

''بہت عمدہ!'' فیاض عمران کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا۔ ''اب ہم نے میدان مار لیا!''

''اسے لے جاؤ!'' عمران نے کہا۔ ''لیکن احتیاط سے رکھنا۔۔۔ ورنہ تمہاری بیوی طلاق لینے سے قبل ہی آزاد ہو جائے گی اور میری فرم کا خواہ مخواہ نقصان ہو گا!''

”مگر عمران! تم غزالی سے کیسے واقف ہو گئے تھے ؟“فیاض نے پوچھا۔

”محض اتّفاق! وہ خود ہی مجھے مورنیا کا آدمی سمجھ کر مجھ سے بھڑ گیا تھا اور مورنیا نے سلانیو کا حوالہ بھی دیا تھا! پھر اسے اپنی غلط فہمی کا اعتراف کرنا پڑا۔ بھلا میں کب اُسے چھوڑنے والا تھا! میں نے اُس کا تعاقب کر کے اُس کی رہائش گاہ کا پتہ لگا لیا۔ اس طرح دوسری صُبح میں اس کی لاش پہچاننے میں کامیاب ہوا۔“

عمران نے لیڈی تنویر والے واقعے کا تذکرہ نہیں کیا۔

”اور آرٹامونوف!“فیاض نے پوچھا۔

”آرٹا مونوف۔۔۔ ہا۔۔۔ وہ سگریٹ کی ایک خالی ڈبیہ کی وجہ سے پکڑا گیا۔۔۔“

عمران نے دوسرا واقعہ بھی دہرایا۔۔۔ اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولا۔ ”اگر وہ اس مرض کا شکار نہ ہوتا تو عمران زندگی بھر سر پٹختا رہ جاتا۔

کیونکہ وہ مورنیا سلانیو کا نام بھی بھول گیا تھا! یہ ایک بڑی واہیات عادت ہے! خواہ مخواہ اپنے دستخط بنانا۔ میں نے اکثر تمہیں بھی اِس حرکت کا مرتکب ہوتے دیکھا ہے۔ تم اکثر بے خیالی میں اپنے ناخنوں اور ہتھیلی پر اپنے دستخط بنایا کرتے ہو۔"

عمران کچھ دیر خاموش رہ کر پھر بولا!"اُدھر غزالی نے اپنی تحریر میں مورنیا کی قومیت کے بارے میں شُبہ ظاہر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس کا نام اطالویوں جیسا ہے لیکن وہ حقیقتاً اطالوی معلوم نہیں ہوتی۔ لہٰذا میں نے اِس کا تجربہ کیا اور مجھ پر حقیقت کھُل گئی! وہ اطالوی نہیں بلکہ جرمن ہے!"

عمران نے چمگادڑ پھینکنے والی حرکت بیان کی اور کیپٹن فیاض بے تحاشہ ہنسنے لگا۔ وہ اس وقت ضرورت سے زیادہ خوش نظر آرہا تھا۔

"لیکن عمران!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "رپورٹ پھر بھی نامکمل رہے گی۔ آخر میں اُس کے بارے میں کیا لکھوں گا کہ مجھے غزالی کی قیام گاہ کا پتہ کیسے معلوم ہوا تھا؟"

”آں ہاں!“ عمران کچھ سوچنے لگا۔۔۔ پھر بولا۔ ”ارشاد ہی کی ذات سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ تم شروع ہی میں اُسے اپنی رپورٹ میں جگہ دو۔ اس طرح کہ اُس نے تمہارے پاس آ کر مورنیا کی اصل شخصیت پر روشنی ڈالی اور اس کا بھی اعتراف کیا کہ وہ خود بھی اس کی جماعت کا ایک رکن ہے لیکن تمہیں اس کے بیان پر یقین نہیں آیا۔۔۔ اس پر اُس نے غزالی کا حوالہ دے کر اس کا پتہ بتایا اور یہ بھی کہا کہ وہ جنوبی افریقہ کی سیکرٹ سروس کا آدمی ہے اور مورنیا کا تعاقب کر رہا ہے۔۔۔ جس رات کو یہ گفتگو ہوئی اُسی کی صُبح کو غزالی کی لاش پائی گئی۔۔۔ اور اس کے کوٹ سے بر آمد ہونے والی انگشتری نے تمہیں اُس کے کوٹ کو اُدھیڑ ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح تمہیں غزالی کی تحریر ملی۔ پھر تم ارشاد کے بتائے ہوئے پتہ پر غزالی کی قیام گاہ کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔۔۔ وہاں تمہیں صفائی نظر آئی! لیکن وہ سگریٹوں کا خالی پیکٹ جس پر آرٹا مونوف کے دستخط تھے ہاں غالباً سمجھ گئے ہو گے۔۔۔ پھر تم اس سگریٹ کے پیکٹ سے مورنیا سلانیو تک پہنچ گئے۔۔۔ ارشاد پھر کل شام کو تمہارے پاس آیا اور اطلاع دی کہ آج رات کوثر لاج پر چھاپہ مارا

جائے تو مجرم عین موقع پر گرفتار کیے جاسکتے ہیں کیونکہ وہ مقامی جماعت کے ایک فرد کو اس کی ایک غلطی کی بنا پر سزا دیں گے۔۔۔ چنانچہ تم نے چھاپہ مارا اور کامیاب ہو گئے۔۔۔ بس اب تم جا کر ارشاد کو پکّا کر لو اور ہاں ارشاد سے یہ بھی کہلوا دینا کہ اُسے غزالی کی شخصیت کا علم مورنیا ہی سے ہوا تھا! مورنیا نے اُس سے کہا تھا کہ وہ غزالی سے ہوشیار رہے۔"

"جیو! عمران جیو!" فیاض ایک بار پھر اُس کی پیٹھ ٹھونکنے لگا۔ "بولو۔۔۔ کیا مانگتے ہو۔۔۔ جو کچھ کہو گے مل جائے گا۔۔۔ بولو کیا مانگتے ہو!"

"دس ایسی مالدار عورتیں جو اپنے شوہروں سے طلاق چاہتی ہوں!" عمران نے سنجیدگی سے کہا اور فیاض ہنسنے لگا۔

۲۲

اب باقی بچے تھے سر تنویر اور لیڈی تنویر! عمران کو اُن کی فکر تھی اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ کِس طرح اُن کا راز اُگلوایا جائے۔

ٹھیک ایک بجے دِن کو مقامی اخبارات کے ضمیمے بازار میں آ گئے! ان میں غزالی اور مور نیا سلانیو کی داستانیں شائع ہوئی تھیں۔ عمران نے سوچا کہ بس یہی وقت مناسب ہے لہٰذا وہ سر تنویر کے دفتر میں جا دھمکا۔۔۔! سر تنویر اخبار ہی دیکھ رہا تھا۔ عمران کا سامنا ہوتے ہی اُس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔

"اور سُنائیے جناب، کیا خبریں ہیں!" عمران بڑی بے تکلّفی سے میز پر ہاتھ

مارتے ہوئے بولا۔

"تم۔۔۔بغیر۔۔۔اجازت۔۔۔یہاں!"

"اس کی پرواہ نہ کیجئے۔ اخبار میں نے بھی پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہاں غزالی کی شخصیت میں دلچسپی لینے والے صرف مورنیا کی جماعت ہی کے آدمی ہو سکتے ہیں!"

"نہیں۔۔۔یہ ضروری نہیں!" سر تنویر کی سانس تیزی سے چلنے لگی تھی۔

"لیکن میری شرافت بھی ملاحظہ ہو کہ میں نے اب تک پولیس کو آپ کے بارے میں مطلع نہیں کیا اور آپ کہہ رہے تھے کہ میں بلیک میلر ہوں!"

"تم کیا چاہتے ہو!" سر تنویر نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"حقیقت بتا دیجئے! بس فائدہ پہنچے گا! بتانے سے آپ کو کیا نقصان پہنچے گا!" عمران نے سوال کیا۔

سر تنویر کچھ سوچنے لگا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کا چہرہ پھر بحال ہوتا جارہا

ہے اور آنکھوں کی صحت مندانہ چمک بھی عود کر آئی ہے۔

دفعتاً سر تنویر اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا بیٹھو۔۔۔ میں لیڈی تنویر کی موجودگی میں کچھ بتا سکوں گا۔۔۔ کیونکہ اس کا تعلّق اُن کی ذات سے زیادہ ہے!"

"تو آپ چلے کہاں؟" عمران اُٹھتا ہوا بولا۔۔۔ لیکن اتنی دیر میں سر تنویر دروازے سے نکل کر اسے باہر سے بند کر چکا تھا۔۔۔ عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مُسکراہٹ تھی!

دوسری طرف دوسرے کمرے میں سر تنویر فون پر جھکا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "سائرہ، سائرہ۔۔۔ میں نے اُس بوگس ڈاکٹر کو اپنے آفس میں بند کر لیا ہے۔ تم عمران کو ساتھ لے کر فوراً آ جاؤ۔۔۔ آؤ۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ بہت جلدی!"

وہ اس کمرے میں نکل کر پھر اپنے دفتر کے سامنے آ گیا۔ چپڑاسی کو اُس نے پہلے ہی بھگا دیا تھا۔

عمران بڑے سکون سے اندر بیٹھا رہا اور اُس کے اس سکون پر سر تنویر کو بھی حیرت ہو رہی تھی۔ آدھا گھنٹہ گزر جانے کے بعد لیڈی تنویر بوکھلائی ہوئی وہاں آئی۔

"وہ تو۔۔۔ وہ تو۔۔۔ نہیں مل سکا ڈارلنگ۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹر کہاں ہے!"

سر تنویر نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ لیڈی تنویر پنجوں کے بل اُوپر اُٹھ کر شیشوں سے اندر جھانکنے لگی۔۔۔ پھر اُس نے ایک طویل سانس لی اور پلٹ کر پوچھا۔ "کیا یہی ہے!"

سر تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور لیڈی تنویر بولی۔ "دروازہ کھول دو۔"

"کیوں! کیوں!"

لیڈی تنویر نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بے تحاشہ ہنس رہی تھی۔ پھر اس نے خود ہی دروازہ کھول دیا۔ سر تنویر اُس کے اس طرح ہنسنے پر بُری طرح جھلّا گیا۔

عمران لیڈی تنویر کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

لیڈی تنویر پر گویا ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا۔ عمران بھی بے تحاشہ قہقہے لگانے لگا لیکن وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔۔۔

”اوہ یہ کیا لغویت ہے!“ اچانک سر تنویر زور سے گرجا۔

لیڈی تنویر خاموش ہو گئی لیکن عمران بدستور ہنستا رہا اور وہ اِس طرح پیٹ دبا دبا کر ہنس رہا تھا جیسے سانس نہ سما رہی ہو۔

لیڈی تنویر جیسی سنجیدہ عورت بھی دوبارہ ہنس پڑنے پر مجبور ہو گئی۔

آخر اس نے بدقّت تمام کہا۔ ”عمران۔۔۔ یہی۔۔۔ ہے۔“

”کیا۔۔۔ عمران!“ سر تنویر نے حیرت سے کہا۔۔۔ اور پھر وہ بھی ہنسنے لگا۔

عمران اچانک سنجیدہ ہو گیا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے یک بیک کوئی مشین چلتے چلتے بند ہو گئی ہو۔۔۔ اُس پر ان دونوں کو اور زیادہ ہنسی آئی۔۔۔ خدا خدا کر کے ماحول سنجیدہ ہوا اور عمران نے پھر مطلب کی بات چھیڑ دی۔

اور اب لیڈی تنویر کو بتانا ہی پڑا۔ لیکن اس نے عمران سے وعدہ لے لیا کہ وہ اس کا راز خود اپنی ذات ہی تک محدود رکھے گا۔

"نہیں رکھے گا تو ہم اسے پکڑ کر پیٹیں گے!" سر تنویر نے کہا۔ "کیا رحمان صاحب کے لڑکے پر میرا اتنا بھی حق نہ ہو گا!"

پھر تنویر نے بتایا کہ دونوں کی شادی افریقہ میں ہوئی تھی۔۔۔ اور لیڈی تنویر نچلے طبقہ کی ایک آوارہ عورت تھی۔۔۔ لیکن سر تنویر کو اس سے محبّت ہو گئی۔ لیڈی تنویر بھی اُسے چاہنے لگی اور اُس نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی زندگی یکسر بدل دے گی! لہٰذا دونوں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ یہاں کسی کو بھی لیڈی تنویر کی اصلیت سے واقفیت نہیں تھی اور وہ سوسائٹی میں عزّت کی نظروں سے دیکھی جاتی تھی۔ غزالی کے متعلّق دونوں صرف اتنا ہی جانتے تھے کہ وہ نسلاً تُرک ہے اور جنوبی افریقہ کا باشندہ بھی اور لیڈی تنویر کی اصلیت سے بھی اچھی طرح واقف تھا۔ لہٰذا اسے ایک دِن اپنے ملک میں دیکھ کر سر تنویر کو بڑی حیرت ہوئی اور اُس نے سوچا کہ کہیں غزالی یہاں کے اعلیٰ طبقے تک بات

نہ پہنچا دے۔۔۔ لہٰذا وہ دونوں اس سے ملاقات کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ جب کامیابی نہ ہوئی تو لیڈی تنویر نے عمران کی مدد حاصل کرنے کے متعلّق سوچا کیونکہ اُس کی فرم کا اشتہار کافی اطمینان بخش تھا۔ یعنی وہ سمجھ گئی کہ وہ کوئی پرائیویٹ سُراغ رساں ہے اور قانونی طور پر یہاں کسی پرائیویٹ سُراغ رساں کی گنجائش نہیں ہے اس لیے اُس نے طلاق و شادی کے ادارے کا ڈھونگ رچایا ہے۔ مغربی ملک میں بھی اکثر اِسی قسم کے تعلقاتِ عامہ کی فرمیں پائی جاتی ہیں لیکن حقیقتاً اُن کے ارکان پرائیویٹ سُراغ رساں ہوتے ہیں اور کسی قانونی دشواری کی بناء پر اِس قسم کے اداروں کی آڑ لے کر کام کرتے ہیں۔

بہر حال یہ داستان دونوں کی جھینپی جھینپی سی ہنسی پر ختم ہو گئی۔

ختم شُد